ماہنامہ

نوائے صوفیہ

انٹرنیشنل
اسلام آباد

شمارہ نمبر ۶۳ — قیمت پندرہ روپے — مارچ ۲۰۰۱ء

جمله ذرّاتِ جهان همچون اسیرئ سایه اند
هست روی نوربخشش آفتابِ کاینات



میدانِ عرفات کا ایک دلکش منظر

کیا یہ حقیقت نہیں ہے؟

۱۔ اگر کوئی آپ سے مسلک نوربخشیہ یا مؤسس سلسلۂ نوربخشیہ شاہ سید محمد نوربخش قہستانیؒ کے متعلق جاننا چاہے تو آپ کے پاس اس موضوع کا مکمل احاطہ کرنے والی کوئی ایسی کتاب نہیں جسے آپ اعتماد سے پیش کر سکیں؟

۲۔ آپ کے پاس کوئی ایسی کتاب یا لٹریچر نہیں جو آپ اپنے بچوں کو گھریلو نصاب کے طور پر پڑھا سکیں تاکہ ان کو اپنے مسلک یعنی مسلک نوربخشیہ کی تاریخ اور تعلیمات سے مکمل آگاہی حاصل ہو؟

۳۔ آپ خود اپنے مسلک کی تاریخ اور تعلیمات اور مؤسسِ نوربخشیہ شاہ سید محمد نوربخشؒ کے اعلیٰ ترین علمی کارناموں کے بارے میں افسوسناک حد تک لاعلمی کا شکار ہیں؟

تو آئیے

بانیٔ نوائے صوفیہ ڈاکٹر غازی محمد نعیم کی نہایت عرق ریزی سے طویل تحقیق کے بعد تیار کی جانی والی ہر قسم کی تنگ نظری سے مبرا ضخیم کتاب

میر سید محمد نوربخشؒ اور مسلکِ نوربخشیہ

کا مطالعہ کیجیے

جو اب زیورِ طبع سے آراستہ ہو کر مارکیٹ میں آگئی ہے اور قارئین نوائے صوفیہ کے لیے خصوصی رعایت کے ساتھ دستیاب ہے۔

اس کتاب میں

آپ کو وہ سب کچھ ملے گا جس کے بارے میں جاننے کے لیے آپ ہمیشہ سے بے چین تھے۔ اولاد کی تربیت کے لیے ہر نوربخشی کے گھر میں اس کتاب کا ہونا ضروری ہے۔

دیر نہ کیجیے کیوں کہ کتاب محدود تعداد میں دستیاب ہے۔

شاہ ہمدان پبلکیشنز، شعبۂ نشرواشاعت ادارۂ نوائے صوفیہ اسلام آباد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

احیائے تصوف کا علمبردار اور اتحاد بین المسلمین کا نقیب

ماہنامہ نوائے صوفیہ انٹرنیشنل

شمارہ نمبر ۶۳ — قیمت پندرہ روپے — مارچ ۲۰۰۱ء

بانی: ڈاکٹر غازی محمد نعیم ' مدیر: علامہ محمد بشیر ' آرٹ ڈیزائننگ: جی ایچ معروفی

خط و کتابت کا پتہ: 358-A سیکٹر نمبر G-6/1-1 اسلام آباد پاکستان

اکاؤنٹ نمبر UBL 17738 سیکریٹریٹ برانچ اسلام آباد

فہرست مضامین

الکتاب (گزشتہ سے پیوستہ)

قرآنِ مجید

مولوی عبدالحمید ایم۔ اے

الذین ینقضون عھد اللہ من بعد میثاقہ و یقطعون ما امر اللہ بہ ان یوصل و یفسدون فی الارض اولئک ھم الخاسرون

الفاظ و معانی:

ینقضون: وہ توڑتے ہیں

میثاق: پکا وعدہ، پختہ وعدہ

یقطعون: وہ کاٹتے ہیں۔ (قطع تعلق کرتے ہیں۔)

یفسدون: وہ فساد پھیلاتے ہیں۔

خاسرون: نقصان اٹھانے والے۔

ترجمہ:

جو لوگ عہد خداوندی کو اس سے پختہ وعدہ کرنے کے بعد توڑتے رہتے ہیں اور جس (تعلق) کے اللہ نے جوڑنے کا حکم دیا ہے اسے توڑتے رہتے ہیں اور زمین میں فساد پھیلاتے رہتے ہیں، یہی لوگ نقصان اٹھانے والے ہیں۔

شرح:

مندرجہ بالا آیت مبارکہ میں اللہ نے تین برائیوں کا ذکر فرما کر ان کا انجام بھی بیان فرمایا ہے۔

ا۔ عہد شکنی: اللہ تعالیٰ کو عہد شکنی کرنے والے سخت ناپسند ہیں اس لیے عہد شکنی کی جا بجا مذمت بیان کی گئی ہے اور عہد کو پورا کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ قرآن مجید میں ایک جگہ ارشاد ہوتا ہے۔

واوفوا بالعھد ان العھد کان مسئولاً (سورہ بنی اسرائیل)

"اور عہد کو پورا کرو بے شک عہد (وعدے) کے بارے میں سوال ہوگا۔"

ایک اور جگہ یوں ارشاد ہوتا ہے۔

واوفوا بعھد اللہ اذا عاھدتم

"اور پورا کرو اللہ کے عہد کو جب تم اس سے عہد کرو۔"

حدیث نبویؐ میں ارشاد ہوا ہے۔

لا ایمان لمن لا عھد لہ

"اس کا ایمان نہیں جس کے لیے عہد نہیں۔"

قرآن مجید نے کسی بھی عہد شکنی کی مذمت اور کیے ہوئے عہد کو پورا کرنے کا حکم فرمایا ہے، چہ جائیکہ بندہ اپنے مالک و خالق سے عہد کر کے اسے توڑ دے یہ کسی طرح بھی انسانیت کے شایان شان نہیں ہے۔

۲۔ قطع رحمی کرنے والے: اللہ تعالیٰ نے قطع رحمی کرنے والوں سے نفرت کا اظہار فرمایا ہے۔ قرآن کریم میں ارشاد ہوتا ہے۔

لا تقطعوا ارحامکم

"تم اپنے رشتہ داروں سے تعلقات مت توڑو۔"

نبی اکرمؐ نے ارشاد فرمایا کہ

(باقی صفحہ نمبر پر)

فقہ (گزشتہ سے پیوستہ)

مجموعۂ شریعتِ محمدیہ

ابو العرفان علامہ محمد بشیر

ومنها الركوع و هو من الاركان العظام الواجبة فى كل ركعة مرة الا فى الخسوفين الزلازل و صورته ان ينحنى بقدر ان تصل كفاه الى ركبيته ولو عجز عن ايصالهما الى ركبتيه اكتفىٰ المقدور ولو كان ايماءً و يجب فيه الطمأ نينة و تسبيحة واحدة واكمل الصيغ لهاسبحان ربى العظيم و بحمده و سبحان الله العظيم او سبحان الله و بحمده او سبحان الله جاز كلها

ترجمہ :

واجباتِ نماز میں سے ایک واجب حکم رکوع ہے۔

رکوع کرنا بڑے بڑے واجب ارکان میں سے ایک ہے جو سورج گرہن، چاند گرہن اور زلزلوں کی نمازوں کے سوا دیگر تمام نمازوں میں فی رکعت ایک بار جالایا جاتا ہے۔ رکوع کرنے کی ہیئت کذائی یہ ہے کہ نماز گزار اس قدر جھک جائے کہ اس کی ہتھیلیاں گھٹنوں تک رسائی پا جائیں۔ اگر کوئی نماز گزار ہتھیلیاں گھٹنوں تک پہنچانے سے عاجز آجائے تو وہ اپنی مقدور بھر ہیئت پر اکتفا کرے اگرچہ ایسا کرنا ایک اشارہ ہی کیوں نہ ہو۔ رکوع کرنے کی صورت میں مکمل اطمینان کا سانس لینا اور ایک بار تسبیح کا پڑھنا واجب ہیں۔ رکوع کے کامل ترین صیغے یہ ہیں :

سبحان ربی العظیم و بحمدہ

میرا عظمت والا پروردگار پاک ہے اور میں اس کی حمد جالاتا رلاتی ہوں۔

سبحان اللہ العظیم

عظمت والا اللہ پاک ہے۔

سبحان اللہ و بحمدہ

اللہ پاک ہے۔ میں اس کی حمد جالاتا رلاتی ہوں۔

سبحان اللہ

اللہ پاک ہے۔

تسبیح کی یہ تمام صورتیں جائز ہیں۔

وضاحت :

مندرجہ بالا عبارتوں میں امور ذیل کی نشاندہی کی گئی ہے۔

۱۔ نوعیت رکوع

۲۔ تعداد رکوع

۳۔ حالت کی منظر کشی

۴۔ عاجز کی سہولت

۵۔ دو واجب چیزیں

۶۔ جوازِ تسبیح کی صورتیں

تفصیلِ وضاحت :

۱۔ نوعیت رکوع کا مطلب یہ ہے کہ رکوع کرنا نماز کے بڑے بڑے واجب ارکان میں شامل ہے۔ اس کا عمداً ترک کرنا بطلان

نماز کا باعث بنتا ہے۔ اگر سہواً اس کا ترک وقوع پذیر ہو جائے تو اس کا تدارک کیا جانا شرعاً متعین ہے اور سہو کے دو سجدے کی جا آوری وجوباً ضروری ہے۔

۲۔ تعداد رکوع کا مطلب یہ ہے کہ رکوع کرنا جملہ فرائض، سنن اور نوافل کی ہر ایک رکعت میں صرف ایک بار کا جالانا متعین ہے۔ البتہ سورج گرہن، چاند گرہن، اور زلزلوں کی صورت میں پڑھی جانے والی نمازوں کی ہر ایک رکعت میں پانچ بار رکوع کا جالانا مسنون ہے۔ اپنی اپنی جگہ اس کی تفصیل انشاء اللہ آئے گی۔ اگر کوئی نماز گزار جان بوجھ کر ایک ہی رکعت میں ایک سے زائد رکوع کرے تو اس صورت میں اس کی نماز عدم سے ہمکنار ہوگی۔ اگر یہ صورت حال سہواً رونما ہو جائے تو سہو کے دو سجدے جالا کر نماز گزار نماز کی درست ادائیگی سے سبک دوش ہو سکے گا۔

۳۔ حالت کی منظر کشی کا مطلب یہ ہے کہ نماز گزار رکوع کرنے کی غرض سے اس قدر جھک جائے کہ اس کی دونوں ہتھیلیاں دونوں گھٹنوں پر رسائی پا جائیں گویا نماز گزار کا یہ مخصوص جسمانی وجود نوے درجے کا زاویہ پیش کرتا ہے جو زاویہ قائمہ کہلاتا ہے۔ یہی حالت رکوع کی منظر کشی ہے۔

۴۔ عاجز کی سہولت کا مطلب یہ ہے کہ جو نماز گزار مختلف جسمانی عوارض وغیرہ کی بنا پر حالت رکوع کی مخصوص منظر کشی نہ کر سکتا ہو تو اس کے لیے شرعاً یہ سہولت حاصل ہے کہ وہ جس قدر اس کے لیے جو کچھ کر سکتا ہو کرے۔ یہاں تک کہ وہ اگر رکوع کے لیے صرف اشارے سے کام لے سکتا ہو تو اشارے پر ہی اکتفا کرے۔ یہ عاجز نماز گزار کو شرعاً حاصل ہونے والی سہولت ہے۔

۵۔ دو واجب چیزیں: اس کا مطلب یہ ہے کہ رکوع کرنے کی صورت میں نماز گزار پر دو ایسی چیزیں واجب ٹھہرتی ہیں کہ اگر ان کا فقدان ہو تو رکوع میں نقص پیدا ہوتا ہے۔ وہ دو چیزیں یہ ہیں۔

ا۔ طمانینہ۔ طمانینہ کا مطلب یہ ہے کہ نماز گزار کے بدن کا ٹکاؤ حالت رکوع کی منظر کشی کے لیے مناسب وقفہ کا متقاضی رہے۔ گویا وہ خوب اطمینان کا سانس لے اور اس مخصوص منظر کشی کو جلد بازی کی نذر نہ ہونے دے۔

ب۔ بدن کے مکمل ٹکاؤ کے ساتھ رکوع میں پڑھی جانے والی تسبیح کا ایک بار پڑھنا۔ گویا یہ دوسری واجب چیز ہے۔ اگر یہ دونوں واجب چیزیں جلد بازی کی نذر ہو جائیں تو نماز گزار رکوع کی درست جا آوری سے سبک دوش ہونے والا قرار نہیں پائے گا۔

۶۔ جواز تسبیح کی صورتیں: اس کا مطلب یہ ہے کہ نماز گزار کے لیے طمانینہ کے بعد رکوع کی حالت میں پڑھی جانے والی تسبیح کی چار صورتیں روا رکھی گئی ہیں۔

۱۔ سبحان ربی العظیم و بحمدہ

۲۔ سبحان اللہ العظیم

۳۔ سبحان اللہ و بحمدہ

سبحان اللہ

نماز گزار مذکورہ چاروں صورتوں میں سے جس صورت کو بھی اختیار کرے وہ شرعاً روا ہے۔

(جاری ہے)

بقیہ خطوط: میں ہر مہینے مسجد نور بخشیہ کو نوداس سے نوائے صوفیہ لا کر مطالعہ کرتا ہوں اب اس کا مستقل قاری بننا چاہتا ہوں۔ جس کے لیے سالانہ چندہ لفافہ میں بھیجا ہے۔

انور علی پردیسی دنیور گلگت

تحسینِ نوربخشیہ

غلام حسن نوربخش ایم۔ اے

مسلکِ نوربخشیہ جہاں اپنے عظیم الشان علمی ورثے کے باعث ایک نمایاں اور ممتاز مقام رکھتا ہے وہاں اس کی ایک انفرادیت یہ ہے کہ چھ صدیاں گزر جانے کے باوجود اس کا علمی ورثہ بوجوہ اپنی اصل حالت میں موجود ہے۔ اس ضمن میں جہاں تاریخی، جغرافیائی اور سماجی عوامل کی اہمیت کو نظرانداز نہیں کیا جاسکتا وہاں بہت سے مخلص علماء اور عوامی رہنماؤں کی شعوری کاوشوں کو بھی عمل دخل ہے جنہوں نے اس ورثے کے تحفظ کے لیے عملی جدوجہد کی۔

زیرِ نظر مضمون میں ہم اولاً بیسویں صدی ہجری میں سلسلۂ نوربخشیہ کے ان علماء اور زعما کی خدمات کا جائزہ لیں گے جن کی مساعی کے باعث نوربخشی مسلک پر بیرونی یلغار کے باوجود یہ مسلک عدم سے ہمکنار ہونے سے بچا رہا اور روزبروز فروغ پذیر ہے۔

بیسویں صدی میں سلسلۂ نوربخشیہ اس طرح داخل ہوا کہ اس کے پیروکار ڈوگرہ سرکار کے محکوم تھے۔ ڈوگروں نے اپنے ساٹھ سالہ اقتدار میں جس کا آغاز ۱۸۴۰ء میں ہوا تھا پورے بلتستان کو اقتصادی، سیاسی، علمی اور معاشرتی میدانوں میں بدترین بے توجہی بلکہ استحصال کا نشانہ بنایا۔ مختلف ناموں سے اور مختلف رسومات کے ذریعے اس علاقے اور علاقے کے مکینوں سے ڈوگروں نے بہت کچھ لیا لیکن انہیں دیا کچھ بھی نہیں۔ یوں اہل بلتستان ایک پسماندہ ہی نہیں بلکہ کچلی ہوئی مجبور و محکوم اور بے بس قوم بن کر رہ گئے۔ پیروکاران نوربخشیہ ڈوگرہ استبداد و استحصال سے سب سے زیادہ متاثر ہوئے۔ تاہم وہ سرکاری واجبات اور سرکاری رسومات کی باقاعدہ ادائیگی کر رہے تھے اور ڈوگرہ حکومت بھی اس صورت حال سے مطمئن تھی۔ چنانچہ ڈوگروں نے صرف پچاس جوانوں کے علاوہ اپنی دیگر فوج اس علاقے سے واپس بلالی۔ تاہم اتنی قلیل نفری کے ساتھ وہ اتنے بڑے علاقے کا نظم و نسق بخوبی چلا رہے تھے۔ کارِ سرکار میں کوئی دشواری نہیں تھی اور مختلف محاصل سے سرکار کی تجوریاں بھری ہوئی تھیں۔ اصلاح احوال، تعمیر و ترقی اور فلاح و بہبود کا نہ علاقے کے لوگوں کی طرف سے کوئی مطالبہ تھا اور نہ ڈوگروں کو کوئی خیال۔

گو ڈوگروں کی طرف سے مذہبی رسومات ادا کرنے کی آزادی تھی اور مذہبی معاملات اور سماجی تقریبات میں ڈوگرے عدم مداخلت کی پالیسی پر کاربند تھے تاہم عرصہ دراز سے بیرون بلتستان سے کوئی جید عالم دین یہاں نہیں آیا تھا۔ اگرچہ ہر علاقے میں سادات اور اخوند حضرات کی ایک معقول تعداد موجود تھی جو مذہبی امور کی انجام دہی کر رہی تھی لیکن ان میں کوئی جید عالم دین موجود نہیں تھا۔ خود نوربخشیہ کے پیر بھی عالم نہ تھے۔

اس صورت حال میں ایک عالم عالم تبحر، ماہر موسیقی اور بالغ نظر شاعر مولوی محمد حسین المعروف ملا پشاوری بلتستان پہنچے جو اہل سنت والجماعت سے تعلق رکھتے تھے۔ بلتستان کا دورہ

کرتے ہوئے وہ شائقین کو علم و ادب کی تعلیم دیتے تھے اور ساتھ ہی تبلیغ و ارشاد بھی کرتے تھے چنانچہ اس کے نتیجے میں کچھ نوربخشی مسلک اہلِ سنت اختیار کر گئے۔ اس بات کی خبر جب بلتستان سے مزدوری کے لیے جانے والوں کی زبانی شملہ منصوری اور ڈیرہ دون پہنچی تو اس کے رد عمل میں لکھنؤ کے شیعہ مجتہد آغا عدیل اختر کو بغرض تبلیغ بلتستان روانہ کیا گیا جن کی کوششوں سے بہت سے لوگ شیعہ ہو گئے جن میں سکردو، کھرمنگ، شیگر اور روندو کے حکمران بھی شامل تھے۔ شیعوں اور سنیوں کے گھرانے اپنے بچوں کو تعلیم کی غرض سے ہندوستان کی درسگاہوں میں روانہ کرنے لگے اور ان کے ساتھ کچھ نوربخشی طلباء بھی نے بھی ان درسگاہوں کا رخ کیا اور وہاں سے اپنے مادرِ علمی کا مذہب اختیار کر کے واپس بلتستان آئے۔ ان فضلاء کی کوشش سے نوربخشی آبادی کا ایک کثیر حصہ شیعہ، سنی اور اہل حدیث کا مذہب اختیار کر گیا اور یہ سلسلہ قیام پاکستان تک جاری رہا۔ اس دور میں بیرون بلتستان سے حصولِ تعلیم کے بعد واپس آنے والوں میں صرف مولانا محمد ابراہیم مرحوم چھچن اور مولوی محمد علی مرحوم ذوغنی نوربخشی رہے باقی سب غیر نوربخشی ہو گئے۔

ذیل میں ان تمام محسنین اور ان کی خدمات پر مختصرا تبصرہ کیا جاتا ہے۔ میری نظر میں مرحوم علماء و زعماء میں سے مسلک نوربخشیہ کے احیا اور فروغ کے لیے جدوجہد کرنے والوں میں درج ذیل حضرات کے نام اہم ہیں۔

۱۔ مولانا سید قاسم شاہ چھوربٹ
۲۔ بچو حسن خان المعروف بہ کاچو خاپہ خپلو
۳۔ سید قاسم شاہ کھرکو
۴۔ اخوند حمزہ علی خپلو
۵۔ سید عون علی الموسوی
۶۔ مولوی محمد علی ذوغنی
۷۔ مولوی محمد علی کورو
۸۔ عبدالرحمن المعروف بہ بدیع الزمان خپلو
۹۔ سید علی شاہ پھرلوا

جبکہ روحیات علماء و زعماء میں سے درج ذیل کے نام اہم ہیں:

۱۔ علامہ محمد بشیر براہ
۲۔ مفتی محمد عبداللہ خپلو
۳۔ مولوی غلام رسول براہ حال شیگر
۴۔ صوفی غلام محمد سرمک
۵۔ اخوند محمد ابراہیم کھانسر
۶۔ غلام علی حیدری چھوربٹ

ان کے علاوہ قارئین کی نظر میں کسی اور کی خدمات قابلِ ذکر ہوں تو اس کی نشاندہی کی جا سکتی ہے۔

سید محمد قاسم شاہ چھوربٹ

سید محمد قاسم شاہ چھوربٹ کے مواضعات فرانو، پرتک اور مرچھا کے میر واعظ تھے۔ معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے متوسط درجے کی تعلیم پائی تھی تاہم علاقہ چھوربٹ و نوربرا کے سب سے بڑے عالم دین تھے۔ مسلک نوربخشیہ سے انہیں بے پناہ لگاؤ تھا جو ان کے علمی کاموں سے واضح ہے۔

ان کے والد سید سلطان محمد بھی بڑے عالم دین تھے۔ اگرچہ وہ کوئی ماہر خوش نویس نہیں تھے لیکن نوربخشی کتابوں کی کتابت کا ان کا جذبہ اور ہمت قابل قدر ہیں۔ ان کے ہاتھوں کتابت شدہ درج ذیل کتب میری نظر سے گزری ہیں۔

۱۔ دیوان نوربخش" (سید محمد نوربخش" کے کلام کا مجموعہ)

٢۔ صحیفۃ اولیاء ٣۔ رسالہ درویشیہ ٤۔ رسالہ اعتقادیہ
٥۔ واردات نور بخش ٦۔ المودۃ القربیٰ

ان کے اخلاف میں سید جلال الدین مرچھا کے پاس مزید کتابیں یقیناً موجود ہوں گی۔

سید صاحب کا کارنامہ یہ ہے کہ انہوں پہلی بار دعوات الصوفیہ اور رسالہ امامیہ کو شائع کیا۔ راقم کو جو نسخہ دستیاب ہوا ہے وہ ١٣١٨ھ / ١٩٠٠ء میں مطبع قاسمی میرٹھ میں چھپا ہے جو بالترتیب ١٦٠ اور ٤٨ صفحات پر مشتمل ہے۔ یہ نسخہ نہایت خوشخط اور اب تک شائع ہونے والے نسخوں میں صحیح ترین متن کا حامل ہے۔ بعد میں چھپنے والے تمام نسخے اسی کا چربہ ہیں لیکن افسوس کہ بعد میں شائع کرنے والوں نے سید صاحب کی نفاست اور صحت کو برقرار نہیں رکھا۔ اسی طرح مذکورہ دونوں کتابوں کے سرورق کے علاوہ متن میں بھی بار بار ترمیم واضافہ کرتے رہے جس کا سلسلہ ہنوز جاری ہے۔

سید قاسم شاہ نے پہلی بار ان کتابوں کو شائع کر کے سلسلۂ نوربخشیہ پر بے حد احسان کیا ہے۔ اس کامیاب کوشش کے نتیجے میں یہ کتابیں گھر گھر پہنچ گئیں ورنہ اس سے پہلے صرف چند سادات اور اخوند حضرات کے پاس ہی ان کے قلمی نسخے موجود ہوں گے۔

بعد میں سید نے فقہ احوط کی مشہور شرح 'سراج الاسلام' بھی مطبع اعجاز حیدری متھرا (ہندوستان) سے ١٣٢٢ھ میں شائع کی۔ کہا جاتا ہے کہ سید سلطان محمد اور سید قاسم شاہ نے

سید قاسم شاہ نے پہلی بار دعوات صوفیہ اور سراج الاسلام کو شائع کر کے سلسلۂ نوربخشیہ پر بے حد احسان کیا ہے۔ اس کامیاب کوشش کے نتیجے میں یہ کتابیں گھر گھر پہنچ گئیں ورنہ اس سے پہلے صرف چند سادات اور اخوند حضرات کے پاس ہی ان کے قلمی نسخے موجود ہوں گے۔

مسودہ تیار کر کے مطبع کے مالک سید ایثار حسین کو بذریعۂ ڈاک روانہ کیا تھا۔ مطبع کے مالک نے اپنے طور پر کچھ ترمیم واضافہ کے ساتھ اسے شائع کیا۔ جس کی وجہ سے یہ کتاب طویل عرصہ تک متنازعہ بنی رہی اور ایک بحرانی کیفیت پیدا ہوئی جو مولوی حمزہ علی کی کتاب نور المؤمنین کے آخر میں درج علمائے نوربخشیہ کے فتاویٰ سے مترشح ہوتی ہے۔ بایں ہمہ نوربخشی کتابوں کی اشاعت سید صاحب کا ایک علمی کارنامہ ہے جو سنہرے حروف میں لکھے جانے کے قابل ہے۔ ان کتابوں کی اشاعت کے ذریعے ان بنیادی کتب تک ہر فرد کی رسائی کو ممکن بنادیا گیا۔

سید صاحب نے دعوات الصوفیہ اور رسالہ امامیہ کے آخر میں رحمن علی (پرتک والا)، مصری علی، محمد خان، عبدالرحمن، قربان، تحمال اور عبدالرحیم کے تعاون کا ذکر کیا ہے اور یقیناً ان افراد کی مالی اعانت سے یہ کام انجام پا گیا ہوگا۔ اسی طرح سراج الاسلام جیسی ضخیم کتاب کی اشاعت میں بھی یقیناً بہت سے لوگوں نے زر تعاون ڈالا ہوگا جس کے بغیر اتنی ضخیم کتاب کی اشاعت ممکن نہیں ہے، لیکن اتنے عظیم کارنامے کی انجام دہی کے ساتھ ساتھ اتنے اہم کام کو مطبع حیدری متھرا کے مالک کے سپرد کر کے انہوں نے غلطی کی اور اس اندھے اعتماد کا نتیجہ یہ نکلا کہ پریس کے مالک نے کتاب کا نام سراج الاسلام شرح فقہ الاحوط کی بجائے فقہ امامیہ نور بخشیہ درج کر کے اور مختلف مقامات پر حک واضافہ کے ساتھ اسے شائع کر دیا۔ سید صاحب اس غلطی کی تلافی نہ کر سکے۔ (جاری ہے)

ادب تصوف (گزشتہ سے پیوستہ)

رسالۂ نوریہ

تصنیف : میر سید محمد نور بخش قہستانیؒ

ترجمہ : غلام حسن نوربخش ایم ۔ اے

اطوارِ دل کا مشاہداتِ نور :

جان لو ۔ اللہ تعالیٰ تجھے تمیز عطا فرمائے ۔ اخلاق کا معدنیات پر اور معدنیات کا اخلاق پر اطلاق لازم نہیں ہے ، اگرچہ اکثر اوقات ایساد کھائی دیتا ہے ۔ شاید لعل ، عقیق اور یاقوت دل ہے اور زرد مہرہ سر اور شیشہ اطوارِ دل کے رنگ ہیں ۔ سونا وقار و تحسین اور عزت ہے ۔ باقی کو انہی پر قیاس کرنا چاہیے اور یہ کہ شروع میں طورِ دل کے اندر محسوسات سفلی کی شکل میں آگ کی روشنیاں نظر آتی ہیں جیسے شمع ، چراغ ، قندیل ، فانوس ، مشعل اور سفید آگ جو دھواں اور آلودگی سے پاک ہے ۔ یہ بھوک کی آگ ، آتشِ ریاضت ، آتشِ ذکر ، آتشِ شوق ، آتشِ عشق اور آتشِ وجد وغیرہ ہیں ۔

لیکن شمع نورِ شریعت کا اثر ہے ۔

اور چراغ نورِ طریقت کا اثر ہے ۔

مگر یہ محسوسات علوی کے لباس میں بھی نظر آتے ہیں مثلاً شہاب ثاقب ، چاند اور ستارے وغیرہ ۔

جب صفائے قلب بڑھ جائے تو نورِ دل سرخ رنگ میں نظر آتا ہے یہ انتہائی پاکیزگی کی وجہ سے شمع ، چراغ اور کو بھی لباس سے بے نیاز ہوتا ہے اور یہ نور سالک کی قابلیت اور استعداد کے مطابق ہوتا ہے جو سالک کی قوت ، صحت ، مزاج کی کمزوری ، دماغی سلسلے کے سقم ، کثرت ، قلت میں خطر کا حضور و تفرقہ ، اور چھوٹا یا بڑا ہونے کی مناسبت سے مختلف طور پر دکھائی دیتا ہے ۔

جب سالک اہلِ صفا اور نور بین بن جاتا ہے تو اسے طاعات و عبادات اور اخلاق و صفات پسندیدہ کے نور کا مشاہدہ ہوتا ہے ۔ مثلاً نورِ وضو ، نورِ ذکر ، نورِ روزہ ، نورِ حج ، نورِ زکوٰۃ ، نورِ تلاوت قرآن ، نورِ تسبیح ، نورِ تحمید ، نورِ تکبیر ، نورِ تہلیل ، نورِ تمجید ، نورِ جملہ عبادات ، نورِ ارادت ، نورِ انابت ، نورِ توبہ ، نورِ زہد ، نورِ توکل ، نورِ قناعت ، نورِ صبر ، نورِ رضا ، نورِ شوق ، نورِ ذوق ، نورِ عشق ، نورِ محبت ، نورِ جملہ اخلاق اور نورِ صفاتِ روحانی ۔ ان میں سے ہر ایک نور کیفیت و خصوصیت کے لحاظ سے ایک دوسرے سے ممتاز ہوتا ہے جو انشاء اللہ آگے بتایا جائے گا ۔

اہمیتِ پاکیزگیٔ دل :

جان لو ۔ اللہ تعالیٰ تجھے اطوارِ قلبیہ کے حقائق و دقائق سے روشناس کرے (آمین) لوگوں کے دل مختلف ہوتے ہیں ۔

بعض دل مردہ ہوتے ہیں اور ایسا دل کفار کا ہوتا ہے ۔

آیت کریمہ

اموات غیر احیاء (النحل ۲۱)

"وہ مردہ ہیں زندہ نہیں ہیں ۔"

انہی کی خبر دیتی ہے ۔ یعنی اگرچہ بظاہر زندہ ہیں لیکن جب ان کا دل مردہ ہے تو حقیقت میں وہی مردے ہیں ۔

کیونکہ حدیث (نبویؐ)

ان فی جسد ابن آدم لمضغۃ اذا صلحت صلح سائر البدن و اذا فسدت فسد سائر البدن الا وھی

القلب

"بنی آدم کے جسم میں گوشت کا ایک ٹکڑا ہے اگر وہ ٹھیک ہے تو سارا جسم ٹھیک رہتا ہے اور اگر وہ فساد زدہ ہو جائے تو سارا جسم فساد زدہ ہو جاتا ہے۔ خبردار وہ ٹکڑا دل ہے۔"

کے تحت مملکت بدن کی صلاح و فساد کا دارومدار دل کے صلاح و فساد پر ہے۔ انسان کو چاہیے کہ وہ عمارتِ دل کی تعمیر کے لیے سعی و کوشش کرے اور اسے ایمان، علم اور معرفت کی پاکیزہ زندگی سے زندہ کرے۔ طبیب حاذق جو مرشدِ کامل ہے، کی مدد سے ذکر، عبادت، اور طاعت کی دوا اور شربت دے اور لہو ولعب، نفاق، دھوکہ دہی کے امراض اور تمام اخلاقِ ذمیمہ سے دل کو آزاد کرے تاکہ زمرۂ

فی قلوبھم مرض فزادھم اللہ مرضاً (البقرہ ۱۰)

"ان کے دلوں میں بیماری ہے پس اللہ نے ان کے مرض کو مزید بڑھا دیا۔"

سے حقیقی معنوں میں نجات پا جائے۔ خواب غفلت اور عادت عامہ سے دل کو ہوشیار کرے تاکہ سلسلۂ

الناس نیام فاذا ماتو انتبھوا

"آدمی خواب میں ہوتا ہے اور جب مرنے لگتا ہے تو بیدار ہو جاتا ہے۔"

سے منسلک ہو کر نہ رہ جائے۔

اور دل کی آنکھ کو مجاہدے کی سرمہ دانی کے ذریعے اور صاحبِ

ماکذب الفؤادو و ماری (النجم ۱۱)

"آنکھ نے جو کچھ دیکھا دل نے اسے نہیں جھٹلایا۔"

کی وراثت کی بدولت مکاشفہ و مشاہدہ کے کمل جوار سے سرگین بنائے تاکہ صفتِ

لا تعمی الابصار و لکن تعمی القلوب التی فی الصدور (الحج ٤٦)

"وہ آنکھوں کے اندھے نہیں بلکہ دل کے اندھے ہیں جو سینوں میں ہیں۔"

سے موصوف بن کر نہ رہے۔ تب اس وقت قفس باطن سے سالک کا کبوترِ دل

والجوفت ازین کازین المرجل

کے مطابق بلند آواز سے ذکر کر سکے گا۔ جس کو ہر شخص کا کان سن سکے گا۔

جان لے۔ اللہ تعالیٰ تجھے اطوار پر ثابت قدم رکھے (آمین) جب دل کفر و ضلالت کی ہلاکت سے آزاد ہو کر ایمان و معرفت کی زندگی تک پہنچتا ہے تو نفاق و بدبختی صلاح و نرمی میں بدل جاتی ہے اور خواب غفلت سے

موتوا قبل ان تموتوا

"موت سے پہلے اختیاری موت مر جاؤ۔"

کے سبب متنبہ ہو جاتا ہے اور اولیاء کی دائمی بصیرت کے ذریعے محبت دنیا کی گمراہی سے دنیا کی بے اعتباری تک پہنچتا ہے۔ رعایت امر اور اشارت معنوی کی رعایت کے تحت غرور کی روئی کو دل کے کان سے باہر نکال دیتا ہے اور رعونت وریا کے گونگے پن سے مبرا ہو کر ہمیشہ ذکر اللہ میں مشغول ہو جاتا ہے۔ صفائے دل زیادہ ہو جاتی ہے۔ طور دل سے طور سر کی جانب ترقی پاتا ہے۔ نورِ سرخ جو اگرچہ نورِ زرد سے زیادہ منور ہے نورِ زرد سے جو نور سرخ سے زیادہ پاک و صاف ہے تبدیل ہو جاتا ہے۔

طورِ چہارم۔ تخلیۂ سرّ:

طور چہارم جہالت، فاسد اعتقادات، قشری جھوٹی باتوں، ظاہری خیالات اور غیر حق کی یاد سے سر (باطن) کو خالی

کرتا ہے۔ جب سر نور معرفت اور علوم و حقائق سے منور و مزین ہو جاتا ہے اور ہویت غیب کے ذکر میں ایسا مشغول ہو جاتا ہے کہ غیر اللہ کو کوئی گنجائش نہیں رہتی تو جمعیت خاطر اور صفائے باطن کمال کو پہنچ جاتی ہیں اور نور زرد نور سفید سے جو زیادہ صاف ہے، بدل جاتا ہے اور طور سر سے طور روح میں ترقی کر جاتا ہے۔

طورِ پنجم۔ تجلیۂ روح :

طور پنجم تجلیہ روح ہے اور یہ پست ہمتی سے بلند ہمتی کی جانب اور عالم سفلی کی تقلید و گرفتاری سے عالم علوی میں پرواز ہے۔ جب شہبازِ روح ہمت کے بال و پر کھول لیتا ہے اور ملکوت کی انتہا تک پرواز کرتا ہے اور کثرت کی حدود و قیود سے آزاد ہو جاتا ہے۔

طور ششم خفی :

تب طور ششم جو خفی ہے اس کا حال بن جاتا ہے اور تمام انوار ملونہ سیاہ رنگ میں ختم ہو جاتے ہیں اور تمام تعینات منترہ عالم جبروت کی وحدت میں داخل ہو جاتے ہیں۔ اس وقت خفی کا پرندہ شوق و محبت کے پروں کی مدد سے عالم جبروت کی بے کراں فضاؤں میں پرواز کرتا ہے۔ عرش اور اس میں موجود چیزیں اس معزز کے پاؤں کے نیچے آجاتے ہیں۔

طورِ ہفتم۔ غیب الغیوب :

طور ہفتم غیب الغیوب ہے۔ جب خفی کا طائر عالم جبروت سے عالم لاہوت کی سرحد میں پہنچتا ہے تو وہ فنا پاتا ہے اور مقا صفت اسم بلا مسمی کی بن جاتا ہے۔ وہ جسمانی و روحانی تعینات سے کلی طور پر آزاد ہو جاتا ہے۔ قید بشریت سے نکل کر خلعتِ الوہیت پہن لیتا ہے اور بقاباللہ پاتا ہے۔ اس حال میں اصحابِ مذاہب اور اربابِ مشارب کے اتفاق سے خدادانی اور خدابینی اس کو مسلم و میسر ہو جاتی ہے اور جب ارباب بینش یعنی انبیاء و اولیا اور اصحاب دانش یعنی حکماء و علماء کے متفقہ تمام دلائل کے تحت حضرت عقل اول یعنی حضرت علیم و حکیم بذاتہ لذاتہ فی ذاتہ ازلی ،ابدی اور سرمدی دانا و بینا ہے۔

لا تاخذہ سنة و لا نوم (البقرہ ٢٥٥)

"اسے نہ اونگھ آتی ہے اور نہ نیند۔"

مظاہر تجلیات کے قطرۂ ارواح اور اعیان ثابتہ جب کہ

لی مع اللہ وقت لا یسعنی فیه ملک مقرب ولا نبی مرسل

"میرا اللہ کے ساتھ ایسا وقت بھی آتا ہے جس میں نہ ملائکہ مقرب کے لیے گنجائش رہتی ہے اور نہ نبی مرسل کے لیے۔"

کے بحر احدیت میں غرق و نابود ہو جاتا ہے۔ چنانچہ تمام صفات حتی کہ علم اور حیات تک سے نکل آتا ہے۔ فنافی اللہ جو محققین اولیاء کے نزدیک رائج اور معروف ہے، ایسی محویت (و نیستی) سے عبارت ہے جب سالک اس حقیقی فنا اور احدیت سے بقاباللہ کو پہنچتا ہے تو سب سے پہلے علم و حیات کی بے مثال، بے رنگ اور بے صورت شرف سے مشرف ہو جاتا ہے اور وہ حضرت نور الانوار (ذاتِ الٰہی) بے رنگ و بے نہایت ہوتا ہے اور حضرت علمی و تعین اول واحدیہ الجمع ہی ہے۔ اول حضرات جبروتی اور اول تنزلاتِ لاہوتی جب واصل بقاباللہ کے سبب اس عالم میں قدم رکھتا ہے اور خود کو صفات الوہیت سے متصف دیکھتا ہے اگر وہ

من رانی فقد رای الحق

"جس نے مجھے دیکھا اس نے گویا خدا کو دیکھا۔"

کہے تو اس نے بالکل حق کہا ہے۔

قطرہ چون در بحر کل افتاد و شد فانی ز خویش
اسم اعظم خوان دگر ویرا بحر می کران

"جب قطرہ بحر کل میں گر کر (بہ خود) فانی اور (بہ بحر) باقی ہو جاتا

ہے تو اب اسے اسم اعظم کو یاد ریائے بے کراں کہو۔"

کلام اللہ کا نص قاطع اس معنی پر شاہد ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے وادی ایمن میں درخت کے اندر نور تجلی کا مشاہدہ کیا تھا اور اس وقت درخت سے جو مظہر تجلی بنا ہوا تھا، ندا آئی

انی انا اللہ رب العالمین (القصص ۳۰)

"میں رب العالمین ہوں۔"

یہ قصہ قرآن میں مکرر مذکور ہے جیسا کہ

قال لاھلہ امکثوا انی انست نارا لعلی اتیکم منھا بخبر او جذوۃ من النار لعلکم تصطلون فلما اتھا نودی من شاطئ الواد الایمن فی البقعۃ المبارکۃ من الشجرۃ ان یموسی انی انا اللہ رب العالمین (القصص ۳۰)

"(موسیٰ نے) اپنی بیوی ے کہا تم یہاں ٹھہرو میں نے آگ دیکھی ہے میں (رات کی) کوئی اطلاع یا آگ کی چنگاری لے آؤں تاکہ تم آگ تاپو۔ جب وہ میدان میں داہنے کنارے سے مبارک جگہ پہنچا تو درخت سے آواز آئی کہ اے موسیٰ میں رب العالمین ہوں۔"

جب حضرت موسیٰ نے درخت میں نور تجلی دیکھا اور ندائے

انی انا اللہ

"میں اللہ ہوں۔"

درخت سے سنی تو یقین ہوا کہ درخت مظہر تجلی ہے اور

"صحیح یہ ہے کہ اس میں درستی کم ہے۔ بیشک اس کی ذات و صفات کی حقیقت نظر عقل سے پوشیدہ ہے۔ اے اللہ علمائے ربانی پر رحم فرما جو انصاف کرنے والے اور اعتراف کرنے والے ہیں کہ عقل جزوی جب تجلیات جبروتی کے انوار کی تائید اسے حاصل نہ ہو تو وہ ذات وصفات حق کی معرفت سے قاصر ہیں۔"

انی انا اللہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے۔

اسی مقدمہ کی بنا پر وجود انسانی کا درخت جو معدنی، نباتی اور حیوانی لطافت سے زیادہ بزرگ اور زیادہ کامل ہے اگر مظہر تجلی بن جائے تو اس میں کوئی تعجب نہیں ہے۔ حدیث قدسی

لا یزال العبد یتقرب الی بالنوافل حتی احبہ فاذا احببتہ کنت سمعہ و بصرہ و یدہ ورجلہ ولسانہ فبی یسمع و بی یبصر و بی یبطش و بی یمشی و بی ینطق

"بندہ نوافل کے ذریعے مجھ سے قریب تر جاتا ہے یہاں تک کہ میں اسے چاہتا ہوں اور جب اسے چاہتا ہوں تو میں اس کے کان، آنکھ، ہاتھ پاؤں اور زبان بن جاتا ہوں۔ پس وہ میری قوت سے سنتا اور دیکھتا ہے۔ میری قوت سے کام کرتا، چلتا پھرتا اور بولتا ہے۔"

اس بات کی صریح دلیل ہے کہ بندہ بکثرت عبادت، طاعت، ریاضت ومجاہدہ کی بدولت مظہر تجلی بن جاتا ہے۔

قاضی ناصر الدین بیضاوی اپنی کتاب طوالع میں اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات پر عقلی دلائل کی ذیل میں ہتھیار ڈالتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"صحیح یہ ہے کہ اس میں درستی کم ہے۔ بیشک اس کی ذات و صفات کی حقیقت نظر عقل سے پوشیدہ ہے۔ اے اللہ علمائے ربانی پر رحم فرما جو انصاف کرنے والے اور اعتراف کرنے والے ہیں کہ عقل جزوی جب تجلیات جبروتی کے انوار کی تائید

(جاری ہے)

عکس نور

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله الذي نور بانوار تجليات ذاته وصفاته
قلوب كمل انبيايه واوليايه وزين بحلل مكاشفات
ومشاهداته لسراير اصفيايه واتقيايه ورفع العارفين
من حضيض الناسوت الي اوج اللاهوت وارتفع
من نفوسهم نخوة الحشمة والعظموت وسكن في مواطن
بواطن المحققين العارفين انواع انوار الملكوت
ودفن في خزاين سريرتهم كنوز حقايق الجبروت
والصلوة علي من براج نبوته خطاير المعاني منورة
وعلي نقطة مركز ولايته افلاك الظواهر مدورة والسلام
علي مظاهر اسمايه وصفاته من الائمة والآل سلاما تتوالي
في جميع الاوقات والاحوال اما بعد بدان اي عزيز

شاہ سید محمد نور بخشؒ کی تصنیف 'انسان نامہ' کے قدیم قلمی نسخے کے صفحۂ اول کا عکس

ادبِ تصوف

"تصوف کیا ہے؟"

حضرت علی بن عثمان ہجویری المعروف داتا گنج بخشؒ

ادبِ تصوف کے عنوان کے تحت تصوف کی شاہکار کتابوں سے اقتباسات پیش کیے جاتے ہیں۔ ذیل میں ہم حضرت داتا گنج بخشؒ علی بن عثمان ہجویری کی شہرۂ آفاق تصنیف 'کشف المحجوب' سے ایک باب نقل کرتے ہیں جس میں تصوف کے معانی اور مطالب کی توضیح فرمائی گئی ہے۔

اللہ عزوجل نے فرمایا ہے۔

و عباد الرحمٰن الذین یمشون علی الارض ھوناً وّ
اذا خاطبھم الجاھلون قالوا سلاماً

"رحمٰن کے بندے وہ ہیں جو زمین پر عاجزی سے چلتے ہیں اور جب جاہل ان سے ہم کلام ہونے لگتے ہیں تو وہ سلام کہہ کر گزر جاتے ہیں۔"

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔

من سمع صوت اھل التصوف فلا یؤمن علی
دعائھم کتب عنداللہ من الغافلین

"جو شخص اہل تصوف کی آواز سنے اور ان کی پکار پر یقین نہ کرے تو وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں غافلوں میں لکھا جاتا ہے۔"

ان میں سے ایک گروہ کا کہنا ہے کہ صوفی کو صوف کا لباس زیب تن کرنے کی وجہ سے صوفی کہا جاتا ہے اور ایک اور گروہ کہتا ہے کہ صوفی کو صوفی اس لیے کہا جاتا ہے کہ وہ قربِ الٰہی کی صف میں ہوتا ہے۔ ایک گروہ کا کہنا ہے کہ ان کو اصحاب صفہ رضوان اللہ اجمعین کے ساتھ محبت و تعلق کی وجہ سے صوفی کہا جاتا ہے اور ایک گروہ کہتا ہے کہ یہ اسم لفظ صفا سے مشتق ہے۔

ہر کسی کے نزدیک تصوف کے معنی کی تحقیق میں بہت سے لطائف ہیں لیکن لغت کے اعتبار سے اس کا مفہوم ان معانی سے دور ہو جاتا ہے۔ پس صفا تمام چیزوں میں قابل تعریف ہے اور اس کی ضد کدورت ہے۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔

ذھب صفوالدنیا و بقی کدرھا

"دنیا کی صفائی چلی گئی اور اس کی کدورت باقی رہ گئی۔"

اور کسی چیز کے لطائف اور خوبیوں کا نام اس کی صفائی اور پاکیزگی ہے پس چونکہ تصوف والوں نے اپنے اخلاق و معاملات کو مہذب بنالیا ہے اور اپنی طبیعت کے آفات سے چھٹکارا پالیا ہے اس لیے ان کو صوفی کہتے ہیں اور یہ ان لوگوں کا "اسم علم" ہے۔ اس لیے کہ ان کا حق اس سے زیادہ بزرگ ہے کہ ان کے معاملات کو مخفی رکھا جاسکے یہاں تک کہ ان کے اسم کو بھی کسی ایسے مادہ سے مشتق بنا چاہیے جس سے اخفا کا کہ مقصد حاصل ہو جائے۔ اور اس دور میں اللہ تعالیٰ نے بہت سے لوگوں کو تصوف اور اہل تصوف سے حجاب میں رکھا ہے اور اس تصو[illegible]ن لطافت کو ان کے دلوں سے پوشیدہ کر دیا ہے حتیٰ کہ ایک گروہ کا خیال یہ ہو گیا کہ اس کام میں صرف ظاہری احوال کی اصلاح ہے باطن کا مشاہدہ موجود نہیں۔ اور ایک گروہ کا خیال یہ ہے کہ صوفی صرف ایک اسم ہے جس کی

کوئی اصل اور کوئی حقیقت نہیں یہاں تک کہ بیہودہ لوگوں کی دیکھا دیکھی ظاہر بین علماء نے بھی اس طریق تصوف کی اہلیت کا انکار کر دیا ہے اور اس حال کے حجاب ہی سے خوش ہو گئے ہیں حتیٰ کہ عوام نے ان کی تقلید کرتے ہوئے صفائے باطن کی طلب کو دل سے ہی مٹا دیا ہے اور سلف و صحابہؓ کے مذہب کو بالائے طاق رکھ دیا ہے۔

اور صوفی نام ہے کاملین ولایت کا اور محققین اولیاء اللہ کو اب بھی اسی نام سے پکارتے ہیں اور شروع سے اسی نام سے پکارتے آئے ہیں اور مشائخ میں سے ایک بزرگ نے کہا ہے کہ

من صفا الحب فهو صاف و من صفاه الحبيب فهو صوفی

"جو شخص اللہ تعالیٰ کی محبت کے ذریعے صاف ہو جائے اس کو صافی اور جس کو محبوب صاف کردے اس کو صوفی کہتے ہیں۔"

یعنی جو شخص محبت خداوندی کی وجہ سے نفسانی خواہشات سے پاک صاف ہو جاتا ہے وہ صافی کہلاتا ہے اور جو شخص محبوب حقیقی حق تعالیٰ کی ذات میں مستغرق اور اس کے ماسویٰ سے بیزار ہو جاتا ہے وہ صوفی بن جاتا ہے اور لغت کے اعتبار سے اس اسم کا اشتقاق کسی مادہ بھی درست نہیں بنتا کیونکہ یہ معنی اس سے کہیں زیادہ عظمت والے ہیں کہ ان کی کوئی جنس ہو جس سے یہ اسم مشتق ہو کہ اشتقاق تو مشتق اور مشتق منہ میں مجانست کو چاہتا ہے اور دنیا میں جو بھی کدر ہے وہ صفا کی ضد ہے اور کسی چیز کا اشتقاق اس کی ضد سے نہیں ہوا کرتا۔ پس یہ معنی اہل تصوف کے نزدیک اظہر من الشمس ہیں اور کسی عبارت یا اشارے کی محتاج نہیں۔ لان الصوفی ممنوع عن العبارة و الاشارة کیونکہ صوفی کی حقیقت اور مفہوم عبارات اور اشارات کے ذریعہ بیان نہیں ہو سکتا۔ جب صوفی کی حقیقت ہر قسم کی عبارات سے ناممکن ہے

اور تمام جہاں اس کی تعبیر بیان کرنے میں مصروف ہے تو پھر جانے یا نہ جانے اس اسم صوفی کو کیا خطرہ ہے؟ جب کہ اس معنی حاصل بھی ہو جائیں۔ پس اہل کمال انہی کو صوفی کہتے ہیں اس صوفی سے تعلق اور محبت رکھنے والوں کو متصوف کا نام د ہیں۔

اہل تصوف اس درجہ میں تین طرح کے ہوتے ہیں ان میں سے ایک صوفی، دوسرا متصوف اور تیسرا مستصوف ہے۔ پس صوفی وہ ہوتا ہے جو اپنی ذات سے فانی لیکن حق تع کے ساتھ باقی ہو اور طبعی تقاضوں سے چھٹکارا حاصل کر حقیقت کے ساتھ ملا ہوا ہو۔

متصوف وہ ہے جو مجاہدہ اور ریاضت کے ذریعہ درجہ کا متلاشی ہو اور اپنے تمام معاملات میں ان صوفیا کے ط عمل کو پیش نظر رکھے اور مستصوف وہ ہے جو مال و منال مرتبہ اپنی دنیا کے تحفظ کے لیے اپنے آپ کو صوفیا کی طرح بنائے رکھ میں مصروف ہو حالانکہ ان دونوں مرتبوں کی اسے کچھ خبر نہ ہو یہاں تک کہ صوفیاء نے کہا ہے کہ المستصوف عند الصوفیه کالذباب و عند غیرهم کالذباب "مستصو صوفیا کے نزدیک مکھی کی طرح حقیر ہوتا ہے اور دوسرے لوگو کے نزدیک بھیڑیے کی طرح حریص ہوتا ہے۔ پس صو واصل حق ہوتا ہے اور متصوف اصول تصوف پر چلنے والا مستصوف بالکل فضول اور بیہودہ ہوتا ہے۔

لفظ صوفی کی تحقیق میں حضرت ذوالنون مصر فرماتے ہیں۔ الصوفی اذا نطق بان نطقه من الحقائق و ان سکت نطقت عنه الجوارح بقطع العلائق

"جب صوفی بولتا ہے تو اس کا کلام اس کی حقیقت حال سے بالک واضح ہو جاتا ہے اور جب وہ خاموش ہوتا ہے تو دنیاوی تعلقات

سے اس کے انقطاع کو اس کی طرف سے اس کے اعضا بیان کرتے ہیں۔"

حضرت جنید رحمۃ اللہ کا ارشاد ہے۔ " التصوف لغت" اقام العبد فیه قیل لغت" للعبد ام لغت للحق فقال لغنت الحق حقیقةً و لغت العبد اسماً " تصوف ایک ایسی صفت ہے جس میں بندہ قائم ہے کسی نے سوال کیا کہ یہ بندے کی صفت ہے یا خدا کی؟ جواب دیا کہ وہ حقیقتاً خدا کی صفت ہی ہے لیکن رسمی طور پر بندہ کی صفت ہے۔ یعنی تصوف کی حقیقت بندہ سے اس کی بشری صفات کے فنا کا تقاضا کرتی ہے اور بندہ کی بشری صفات کا فنا ہونا حق تعالیٰ کی صفت کے بقا سے ہوتا ہے اور یہ حق تعالیٰ کی صفت ہوتی ہے اور اس کی رسم بندہ سے مجاہدہ کا تقاضا کرتی ہے اور دوام مجاہدہ بندہ کی صفت ہے۔

حضرت ابوالحسن نوری " فرماتے ہیں التصوف ترک کل حظ للنفس "نفس کی تمام لذتوں کو ترک کرنا تصوف ہے۔" اور حضرت ابوالحسن نوری " ہی فرماتے ہیں۔" الصوفیه هم الذین صفت أزواجهم فصاروني في الصف الاول بين يدى الحق "صوفی وہ لوگ ہیں کہ جن کی ارواح بشریت کی کدورت سے آزاد اور نفسانی خواہشوں سے پاک وصاف ہو گئی ہیں اور اس طرح خواہشات سے نجات پاکر حق تعالیٰ کے حضور صف اول میں اور اعلیٰ مقام میں آرام پانے کی سعادت حاصل کر چکی ہیں اور یہی فرماتے ہیں۔ الصوفی الذی لا یملک ولایملک "صوفی وہ ہے کہ اس کے قبضہ میں کوئی چیز نہ ہو اور وہ خود بھی کسی غیر اللہ کی ملکیت نہ ہو۔" اور یہی عین فنا ہے کیونکہ جو فانی الصفت ہو وہ نہ کسی کا مالک ہوتا ہے اور نہ مملوک۔

ابن جلاءؒ فرماتے ہیں التصوف حقیقة لا رسم" تصوف ایک ایسی حقیقت ہے جس کی ظاہری رسم کوئی نہیں۔ کیونکہ معاملات میں ظاہری رسم مخلوق کا حصہ ہے اور اس کی حقیقت حق تعالیٰ کی خاصہ ہے تو جب مخلوق سے منہ پھیر لینے کا نام تصوف ہوا تو لامحالہ اس کی ظاہری تعریف نہ ہو گی۔

اور ابو عمرو دمشقی " فرماتے ہیں۔ التصوف رویة الکون بعین النقص بل غضّ الطرف عن الکون " تصوف یہ ہے کہ موجودات کو نقصان کی نگاہ سے دیکھا جائے بلکہ ان سے آنکھ بند کرلی جائے۔"

حضرت ابوبکر شبلی" فرماتے ہیں۔ التصوف شرک لانه صیانة القلب من رویة الغیر ولا غیر " تصوف شرک ہے کیونکہ وہ دل کو غیر اللہ کے دیکھنے سے محفوظ رکھتا ہے حالانکہ غیر اللہ کا تو وجود ہی نہیں۔ "یعنی اللہ تعالیٰ کی توحید کو ثابت کرنے میں غیر کی طرف دیکھنا شرک ہے۔

حضرت حصری" فرماتے ہیں۔ التصوف صفاء البشر من کدورة المخالفة "تصوف مخالفت کی کدورتوں سے دل اور باطن کو پاک رکھنا ہے۔"

حضرت محمد بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالبؓ فرماتے ہیں۔ التصوف خلق" فمن زاد علیک فی الخلق زاد علیک فی التصوف "تصوف خوش خلقی کا نام ہے پس جو شخص خوش خلقی میں تجھ سے زیادہ ہے وہ تصوف میں تجھ سے زیادہ ہے۔" اور یہ خوش خلقی دو طرح کی ہوتی ہے ایک حق تعالیٰ کے ساتھ اور دوسری مخلوق خدا کے ساتھ۔

ابو محمد مرتعش" فرماتے ہیں الصوفی لا یسبق همته خطوته الیه "صوفی وہ ہے جس کا قصد اس کے قدم کے ساتھ ساتھ رہے۔" یعنی جہاں دل حاضر ہو وہاں جسم موجود ہو اور جہاں جسم موجود ہو وہاں دل حاضر ہو۔ (جاری ہے)

فکر و نظر

انسانی حقوق اور تعلیماتِ اسلامی

عبدالحلیم شبیری تھلوی

انسانی حقوق دورِ حاضر کا اہم ترین موضوع ہے۔ اسلام نے انسانوں کے باہمی حقوق و فرائض پر سب سے زیادہ زور دیا ہے لیکن بد قسمتی سے ایک طرف جہاں مخالفین اسلام اسلامی تعلیمات کے بارے میں غلط فہمیوں کا شکار ہیں، دوسری طرف مسلمانوں کی اکثریت اسلامی تعلیمات کی حقیقی روح سے نابلد ہے ۔ رب العالمین کی بلا امتیاز عالمگیر ربوبیت اور رحمۃ اللعالمین کی عالمگیر رحمت اور ذکر اللعالمین یعنی قرآن مجید کی ہمہ گیر نصیحت کے باوجود اہلِ اسلام خود تنگ نظری تعصب اور نفرت و عداوت میں مبتلا ہو چکے ہیں جبکہ قرآن و سنت کی روشنی میں انسان کے ذمہ انسان کے حقوق کا تعین، ان کی وسیع پیمانے پر اشاعت اور سیرت النبیؐ کے حوالے سے اہل اسلام میں یک جہتی اور ہم آہنگی کو اجاگر کرنے اور انسانی تعلقات میں ذمہ داری کا احساس اور شعور پیدا کرنے کی ہر ممکن کوشش مسلمانوں کا انفرادی اور اجتماعی فریضہ ہے۔ ذیل میں ان حقوق کا اجمالی جائزہ پیش کیا جاتا ہے۔

ا۔ عالمگیر اخوت :

ہندو معاشرے کی چار حصوں میں تقسیم، اور بنو اسرائیل کی نسل پرستی اور اناجیل میں بنو اسرائیل کے سوا دوسری قوموں کو کتوں سے تشبیہ دینے کے تناظر میں یہ بات اپنے اندر خوشگوار حیرت کا پہلو رکھتی ہے کہ مذہبی تعلیمات کے حوالے سے اسلام واحد دین و مذہب ہے جس نے رنگ، نسل، زبان اور جغرافیائی تو جیوں کے امتیازات کو مٹا کر دنیا کے تمام انسانوں کو عالمگیر انسانی اخوت کے رشتے میں پرو دیا ہے۔ بقول شاعر:

یہ پہلا سبق تھا کتابِ ہدا کا
کہ ہے ساری مخلوق کنبہ خدا کا

اسلام کی نگاہ میں نوعِ انسانی کی اصل ایک ہے اور دنیا کے تمام انسان ایک ماں باپ کی اولاد ہونے کے ناطے آپس میں بھائی بھائی ہیں جس کا لازمی تقاضا یہ ہے کہ ان کا آپس میں سلوک بھی برادرانہ ہونا چاہیے۔ ارشاد ربانی ہے۔

یا ایھا الناس اتقوا ربکم الذی خلقکم من نفس واحدۃ و خلق منھا زوجھا و بث منھا رجالاً کثیراً ونساء

"اے انسانو اپنے رب کی نافرمانی سے ڈرو جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا فرمایا اور اس سے اس کا جوڑا بنایا اور دونوں سے مردوں اور عورتوں کی کثیر تعداد پھیلا دی۔"

یا ایھا الناس انا خلقناکم ذکر وانثیٰ و جعلناکم شعوباً و قبائل لتعارفوا

"اے انسانو ہم نے تمہیں ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا فرمایا اور تمہاری قومیں اور قبیلے بنائے تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچان سکو۔"

اسی قرآنی حقیقت کا اظہار حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فتح مکہ کے موقع پر صحن حرم میں خطاب کرتے

ہوئے فرمایا۔

"اے گروہ قریش بے شک تم سے اللہ تبارک تعالی نے جاہلیت کا تکبر اور آباؤ اجداد کو بڑا سمجھنے کا خیال دور کر دیا ہے۔ تمام لوگ آدم علیہ السلام سے ہیں اور آدم علیہ السلام مٹی سے پیدا کئے گئے تھے۔"

مساوات اور فخر و مباحات سے پرہیز:

تمام انسانوں کو بھائی بھائی قرار دینے کے بعد اسلام اپنے ماننے والوں سے اس بات کا بھی تقاضا کرتا ہے کہ کوئی انسان دوسرے انسان کو اپنے سے حقیر اور کمتر قرار نہ دے۔ آج دنیا میں پائے جانے والی اونچ نیچ اقوام عالم کے باہمی مناقشے اور حکومتوں کے درمیان سرد اور گرم جنگوں کی ایک بڑی وجہ افراد اور قوموں کی سطح پر پائی جانے والی اخلاقی بیماری تکبر ہے۔ سلامتی کے دین نے اس اخلاقی بیماری کے علاج اور ازالے کا اہتمام فرمایا ہے چنانچہ ارشاد خداوندی ہے۔

فاهبط منها فما یکون لک ان تتکبر منها فاخرج انک من الصاغرین O

"اتر جا۔ یہاں بڑائی جتانا تجھے بالکل مناسب نہ تھا۔ نکل جا تو چھوٹوں میں سے ہے۔"

اس آیت کی رو سے یہ کہا جاسکتا ہے کہ آدم کی اولاد از روئے وراثت تکریم کا استحقاق رکھتی ہے۔ اس لیے کسی بھی انسانی فرد کے مقابلے میں انا خیر" منہ کا دعوی شیطانی دعوی ہے۔ پس قوموں اور قومیتوں کی بنیاد پر فخر و مباحات چھوڑنے یا دوزخ کا کوئلہ بننے میں سے کسی ایک کا انتخاب لوگوں کو کرنا ہوگا۔

آدم کی اولاد از روئے وراثت تکریم کا استحقاق رکھتی ہے۔ اس لیے کسی بھی انسانی فرد کے مقابلے میں انا خیر' منہ کا دعوی شیطانی دعوی ہے۔ پس قوموں اور قومیتوں کی بنیاد پر فخر و مباحات چھوڑنے یا دوزخ کا کوئلہ بننے میں سے کسی ایک کا انتخاب لوگوں کو کرنا ہو گا۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔

"تم سب آدم کی اولاد ہو جو مٹی سے پیدا کیے گئے تھے۔"

تکبر کو جہنمیوں کی خصوصیت شمار کرتے ہوئے فرمایا۔

"کیا میں تمہیں جہنم والوں کے بارے میں آگاہ نہ کروں۔ اکھڑ بد مزاج اور اپنے آپ کو بڑا سمجھنے والے۔"

۳۔ احترام جان و مال:

ہر انسان کے مال، عزت اور خاص طور پر جان کا احترام اسلام کی اہم ترین تعلیمات کا حصہ ہے۔ کسی جان کو ناحق قتل کرنا اسلام کے نزدیک پوری انسانیت کا قتل ہے۔

من قتل نفساً بغیر نفس او فساد فی الارض فکانما قتل الناس جمیعاً

"جس نے کسی جان کو جان کے بدلے اور زمین میں فساد کے علاوہ قتل کیا تو گویا اس نے پوری انسانیت کو قتل کر ڈالا۔"

انسانی جان کے احترام کا حکم بالکل ایک جیسے الفاظ میں دو مرتبہ کیا گیا ہے۔

ولا تقتلوا النفس التی حرم اللہ الا بالحق

"اس جان کو ناحق قتل نہ کرو جس کو اللہ تعالی نے احترام دیا ہے۔"

ولا یقتلون النفس التی حرم اللہ الا بالحق

"رحمان کے بندے ایسی جان کو ناحق قتل نہیں کرتے جس کو اللہ نے احترام بخش دیا ہے۔"

حجۃ الوداع کے موقع پر منیٰ کے میدان میں جمرات

کے درمیان کھڑے ہو کر آپؐ نے خطاب فرمایا:
جانتے ہو یہ کون سا دن ہے؟ صحابہ کرام نے فرمایا اللہ اور اس کا رسول بہتر جانیں۔ فرمایا حرمت والا دن۔ جانتے ہو یہ کون سا شہر ہے؟ صحابہ نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول بہتر جانیں۔ فرمایا حرمت والا شہر۔ جانتے ہو یہ کونسا مہینہ ہے؟ صحابہ نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسولؐ بہتر جانیں۔ آپؐ نے فرمایا حرمت والا مہینہ۔

پھر آپؐ نے فرمایا بے شک اللہ نے تم پر تمہاری جانوں، مالوں اور عزتوں کا احترام اسی طرح ضروری قرار دیا ہے جس طرح آج کے دن کا اس مہینے میں اور تمہارے اس شہر میں۔

۵۔ تبلیغ و دعوتِ اسلام:

اسلام اور اس کی تعلیمات عالم انسانی کے لیے اللہ کی رحمت اور اس کے افراد کی دنیا اور آخرت میں کامیابی کا حقیقی ذریعہ ہیں۔ انسانی خیر خواہی کا تقاضا یہ ہے کہ اس رحمتِ کبریٰ اور نعمتِ عظمیٰ کو دنیا کے ہر ہر فرد تک پہنچایا جائے تاکہ لوگ اس پر عمل پیرا ہوں اور دنیا امن و سلامتی کا گہوارہ بن سکے۔ حضورِ پُر نور کو فریضۂ تبلیغ کی تاکید ان الفاظ میں کی گئی۔

یاایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک

"اے رسولؐ اس چیز کو لوگوں تک اچھی طرح پہنچا دیجیے جو آپ کے رب کی طرف سے آپؐ پر نازل کی گئی ہے۔"

اس دعوت و تبلیغ کے کام میں حکمت و بصیرت اور بھلائی اور خیر خواہی سے کام لینے کا حکم دیا گیا ہے۔

ادع الی سبیل ربک بالحکمۃ والموعظۃ الحسنۃ

"اپنے رب کے بتائے ہوئے راستے کی طرف دانائی اور اچھی نصیحت سے بلایئے۔"

دعوت و تبلیغ کے عظیم فریضے کو ادا کرنے میں خیر خواہی ایک ضروری عنصر ہے۔ حضرت نوحؑ اپنی قوم کو دعوتِ حق پہنچاتے ہوئے فرماتے ہیں۔

ابلغکم رسالات ربی وانصح لکم

"میں تمہیں اللہ کا پیغام پہنچاتا ہوں اور ہمیشہ تمہارا حقیقی خیر خواہ ہوں۔"

نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی دعوتِ حق کی جو مثال بیان فرمائی ہے اس میں خیر خواہی کا تاثر ابھر کر سامنے آتا ہے۔ فرمایا۔

"اے لوگو میری اور تمہاری مثال اس آدمی کی سی ہے جس نے رات کے وقت آگ جلائی۔ آگ کو ڈھانپ لینے کے لیے پروانے اور جانور اس کی طرف بڑھنے لگے تو وہ ان کو آگ میں گرنے سے بچانے کی سعی کرنے لگا۔ میں تمہیں تمہاری کمر سے پکڑ کر جہنم کی آگ سے بچانے کی سعی کرتا ہوں اور جنت کی طرف بلاتا ہوں اور تم ہو کہ اس آگ میں گرنے کے لیے مجھ پر غلبہ پانا چاہتے ہو۔"

۶۔ خیر خواہی:

تبلیغ دین کے سلسلے میں خیر خواہی کو بنیادی عنصر قرار دیا گیا ہے۔ یہ خیر خواہی جملہ معاملاتِ دین و دنیا میں ضروری ہے۔ انسانی سرشت میں یہ بات داخل ہے کہ وہ مختلف مواقع پر خود غرضی، حق تلفی اور ظلم کا مرتکب ہوتا ہے۔ اس وقت اسے احساس تک نہیں ہوتا کہ اس کی زیادتی سے متاثر ہونے والوں کے جذبات و احساسات کیا ہیں۔ لیکن اس طرح کی زیادتی کا جب وہ خود شکار ہوتا ہے تو بہت تکلیف محسوس کرتا ہے۔ اسلام نے یہی بات لوگوں کو یاد دلائی ہے کہ جس طرح کسی کی زیادتی سے تمہیں تکلیف ہوتی ہے اسی طرح دوسرے بھی ایسے ہی جذبات رکھتے ہیں اور انہیں بھی تکلیف ہوتی ہے۔ حضور نبی کریمؐ نے ایمان کے حصول اور بقا کے لیے ضروری قرار دیا ہے کہ مؤمن

اپنے بھائی کے لیے وہی چیز پسند کرے جو اپنے لیے پسند کرتا ہے ۔ ارشاد فرمایا۔

" یا یؤمن احدکم حتی یحب لاخیہ ما یحب لنفسہ"

"تم میں سے کوئی مؤمن نہیں ہو سکتا جب تک کہ اپنے بھائی کے لیے وہی پسند کرے جو وہ اپنے لیے پسند کرتا ہے۔"

اس حدیث میں لفظ "بھائی" کی تشریح مفسرین یوں کرتے ہیں کہ بھائی کے لفظ سے ایک مسلمان بھی مراد ہو سکتا ہے اور ایک عام انسان بھی۔ ایک اور حدیث میں لاخیہ کی جگہ للناس کا لفظ ہے جس کی عمومیت میں تمام انسان آجاتے ہیں۔ چنانچہ یہ حدیث یوں ہے۔

لا یؤمن احدکم حتی یحب للناس ما یحب لنفسہ

اس حدیث کا ماحصل بھی یہی ہے کہ نفع رسانی کی یہ روش پوری انسانی برادری کے لیے ہونی چاہیے۔

سید سلیمان ندوی ترمذی ابواب زلھد سے اس موضوع کی ایک حدیث کی تشریح میں لکھتے ہیں۔ الناس کا لفظ عام ہے جس میں تمام انسان داخل ہیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ جب تک سارے انسانوں کی بھلائی کا جذبہ دل میں نہ ہو انسان پورا مسلمان نہیں بنتا۔

ماخذ و مصادر:

ا۔ قرآن مجید
۲۔ ابن کثیر البدایہ والنہایہ
۳۔ ابوداؤد
۴۔ بخاری الجامع الصحیح کتاب الادب باب کبیر
۸۔ مسند احمد بن حنبل امام
۹۔ سیرۃ النبی از سید سلیمان ندوی

بقیہ: قرآن مجید

اللہ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں ان سے تعلق جوڑوں جو مجھ سے قطع تعلق کرے۔

۳۔ زمین میں فساد پھیلانے والے: قرآن کریم میں فساد پھیلانے والوں کی بھی مذمت بیان کی گئی ہے اور فسادیوں کو منافق کہا گیا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے۔

ولا تفسدوا فی الارض

"زمین میں فساد مت پھیلاؤ۔"

فساد پھیلانے والوں کو منافقین کے زمرے میں شامل کیا گیا ہے جس کی تفصیل سابقہ آیت ۱۲ میں گزر چکی ہے۔

حدیث مبارکہ میں فساد کو قتل سے بھی زیادہ سخت قرار دیا گیا ہے۔

الفتنۃ اشد من القتل

"فتنہ قتل سے بھی زیادہ سخت ہے۔"

انجام:

اس آیت میں عہد شکنی کرنے والوں، قطع رحمی کرنے والوں اور فساد پھیلانے والوں کو خاسرون کہا گیا ہے جس کے معنی ہیں نقصان اٹھانے والے۔ جس طرح ایک تاجر اپنا مال کاروبار میں لگانے کے باوجود نقصان اٹھاتا ہے اسی طرح مذکورہ خصلتوں کے حامل لوگ دوسری اچھائیاں کرنے کے باوجود قیامت کے دن اللہ کی رحمتوں اور عنایتوں سے محروم ہوں گے اور نقصان میں رہیں گے اور اللہ کی ابدی اور غیر فانی نعمتوں سے بے بہرہ ہو جائیں گے۔

فقہی مسائل

آپ کے مسائل اور اُن کا حل

ابوالعرفان علامہ محمد بشیر

اس عنوان کے تحت ادارے کو موصول ہونے والے ان مفید سوالات کے جوابات شائع کیے جاتے ہیں جو صحیح اسلامی معاشرہ اپنانے والے فرزندانِ ملت کے لیے درکار رہتے ہیں۔ اس شمارے کے لیے جن سوالات کا انتخاب کیا گیا ہے ان کی تفصیل کچھ یوں ہے۔

سوالات :

سوال نمبر ۱: بیوی کے ساتھ جنسی رابطہ قائم کرنے سے پہلے اگر کوئی شوہر انتقال کر جائے تو جس طرح سے بیوی کو مہر معین کا نصف حصہ ملتا ہے اسی طرح سے اس کو شوہر کے ترکہ سے بھی بطور ارث حصہ ملے گا یا نہیں؟

سوال نمبر ۲: کسی حادثے کا شکار ہونے والے کسی مزدور یا گورنمنٹ ملازم کے لواحقین کے لیے منظور شدہ فنڈ کو حاصل کرنے کی خاطر فنڈ کے ایک معین حصے کے عوض کسی باصلاحیت آدمی کے ساتھ لواحقین کی رضامندی سے معاہدہ کرنا شرعاً کیسا ہے؟

سائل انور شہزاد تھلے

سوال نمبر ۳: کوئی باپ اپنے کسی بیٹے کے خلاف عاق نامہ والا اشتہار شائع کراتا ہے اور کوئی ماں اپنے کسی بیٹے یا بیٹی کے خلاف "پیا ہوا دودھ حرام" کا نعرہ لگاتی ہے۔ ایسا کرنا شرعاً کیسا ہے؟

سائل غلام مہدی تصوفی اسلام آباد

سوال نمبر ۴: اپنی تصویر والا شناختی کارڈ جیب میں رکھ کر نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

سوال نمبر ۵: چھری کے ہوتے ہوئے بلیڈ سے مرغی وغیرہ کا ذبح کرنا کیسا ہے؟

سائل اخوند علی شاہ ولد اخوند محمد چوپر تاپور نوبرالداغ

جوابات :

جواب نمبر ۱۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○

از روئے شریعت محمدیہ ایجاب و قبول کے نتیجے میں جنسی رابطہ بھی قائم ہو جائے تو یہ نکاح تام کہلاتا ہے۔ اگر جنسی رابطہ قائم نہ ہوا ہو تو صرف ایجاب و قبول کا مرحلہ نصفِ نکاح کہلاتا ہے۔ گویا کامل نکاح کے لیے ایجاب و قبول کے ساتھ جنسی رابطہ کا تحقق بھی ضروری ہے۔ اس صورت میں بیوی پورے مہر کی مستحق ہونے کے ساتھ ساتھ شوہر کے انتقال کر جانے کی صورت میں شوہر کے ترکے سے اپنے حصہ ارث کی بھی مستحق ٹھہرتی ہے۔ اگر جنسی رابطہ قائم ہونے سے پہلے شوہر کا انتقال ہو جائے جیسا کہ سوال مذکور میں ہے تو بیوی کو مقررہ مہر کا نصف حصہ ملتا ہے۔ اس لیے کہ صرف ایجاب و قبول کا مرحلہ طے کرنا نصف نکاح ہے۔ ارث کے استحقاق کے لیے نکاح کامل ضروری ہے۔ بیوی کو نہ پورا ارث ملے گا اور نہ ہی مہر پر قیاس کر کے نصف ارث ملے گا۔ مہر پر ارث کو قیاس اس لیے نہیں کیا جاسکے گا کہ مہر تو نکاح کا ایک لازمی حصہ ہے۔ چنانچہ اگر کسی عورت کا مہر مقرر نہ کیا گیا ہو

تو بعد میں بھی مہر مثل وغیرہ کی صورت میں کچھ نہ کچھ دینا ہی پڑتا ہے۔ بیوی کی طرف سے معاف کیے بغیر دیئے مہر سے چھٹکارا شرعاً معتبر نہیں ہے۔ نصف نکاح کی وجہ سے بیوی کی حیثیت بھی ناقص ٹھہرتی ہے، مکمل نہیں۔ حصول ارث کے لیے مکمل بیوی کا ہونا ضروری ہے۔ ناقص بیوی کے حق میں ارث شوہری کے حصول کی آرزو صرف اس کے دل ہی دل میں جولاں پذیر رہ جائے گی۔ چار ماہ دس دن کی عدت وفات کا گزارنا ناقص بیوی کے لیے بھی اس لیے ضروری ہے کہ شوہر کی دائمی فرقت جس طرح ایک مکمل بیوی کے لیے بڑا سانحۂ غم ہے اسی طرح یہ صورت حال ناقص بیوی کے لیے بھی بڑا سانحہ/غم ہے۔ لہٰذا اس سانحۂ غم میں دونوں کی مساویانہ شرکت شرعاً لازمی قرار دی گئی ہے، ورنہ طلاق کی صورت میں ناقص بیوی کے لیے کوئی عدت نہیں ہے۔

جواب نمبر ۲۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم○

ایسا کرنا شرعاً درست ہے۔ منظور شدہ فنڈ کے حصول کی سعی کرنے والے کو فنڈ سے طے شدہ حصہ ملے گا اور جہاں کہیں صرف کرنے کا معاہدہ ہو چکا ہو وہاں صرف کرنا روا ہو گا۔ کیونکہ معاہدہ لواحقین کی بلا جبر و اکراہ و رضامندی سے طے پایا ہے لہٰذا معاہدے کی خلاف ورزی شرعاً نہیں ہو سکے گی۔

جواب نمبر ۳۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم○

عاق نامہ والا اشتہار شائع کرانے والے کے بارے میں شرعاً یہ دیکھا جائے گا کہ غلطی پر کون ہے اور حق جانب کس کا رویہ ہے۔ چنانچہ اگر باپ کا رویہ حق جانب ہو اور بیٹا غلطی پر ہو تو باپ کی طرف سے عاق نامہ والا اشتہار شائع کرانا درست ہو گا۔ اگر شرعی تحقیق کے بعد پتہ چل جائے کہ بیٹے کا رویہ حق جانب ہے اور باپ غلطی پر ہے تو ایسی صورت میں باپ کی طرف سے عاق نامہ والا اشتہار شائع کرنا شرعاً لغو ٹھہرے گا۔ یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہے کہ ہر ایک ماں اپنی اولاد کو غیر مشروط طور پر از خود رضاکارانہ طور پر اپنا دودھ پلایا کرتی ہے۔ بادل ناخواستہ مشروط طور پر اپنی اولاد کو دودھ پلانے والی کسی ماں کا نام سننے میں نہیں آیا ہے۔ لہٰذا کسی ماں کا یہ نعرہ لگانا کہ "پیا ہوا دودھ تجھ پر حرام" ایک جاہلانہ انداز ہے۔ کیونکہ دودھ تو کب سے حلال ہو چکا ہے۔ اس حلال کو اپنی طرف سے کوئی ماں حرام قرار نہیں دے سکتی ہے۔ شرعاً اگرچہ اولاد نافرمان ہی کیوں نہ ہو۔ نافرمانی کی دیگر سزائیں موجود ہیں تاہم "پیا ہوا دودھ حرام" کے نعرہ کی شرعاً کوئی حیثیت نہیں ہے۔

جواب نمبر ۴۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم○

موجودہ دور میں اپنی تصویر والا قومی شناختی کارڈ کا اپنے پاس محفوظ رکھنا ایک معاشرتی ضرورت کی شکل اختیار کر گیا ہے لہٰذا نماز گزار کی جیب میں تصویر والا شناختی کارڈ موجود ہو تو اس کی وجہ سے نماز کی صحت پر کوئی برا اثر نہیں پڑے گا، چنانچہ ہر نماز گزار جیب میں شناختی کارڈ رکھ کر نماز پڑھ سکتا ہے اور ایسا کرنا شرعاً روا ہے کیونکہ بسا اوقات ضرورتیں ممنوع چیزوں کو مباح بنا دیتی ہیں۔

جواب نمبر ۵۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم○

ذبح کرنے کی کارروائی کے لیے شرعاً تیز دھار والا کوئی بھی آلہ کافی ہے جس کے ذریعے گلا کاٹا جا سکتا ہو۔ لہٰذا چھری کے ہوتے ہوئے بھی بلیڈ سے اگر مرغی ذبح کرے تو ایسا کرنا شرعاً بالکل جائز ہے اگرچہ نامناسب ہی کیوں نہ ہو۔ امید ہے کہ سائلین حضرات اپنے اپنے سوالات کے جوابات سے مطمئن ہوں گے۔

اخبار التصوف

دنیائے تصوف کی خبریں

جی۔ ایچ معروفی

کاچو ناصر علی خان کا انتقال پُر ملال :

معروف مذہبی و سماجی شخصیت اور انجمن نوربخشیہ راولپنڈی کے صدر کاچو ناصر علی خان جو جگر کے عارضے میں مبتلا تھے ۱۶ فروری کو بعد نماز جمعہ انتقال کر گئے۔ مرحوم نیک، ملنسار اور ہر مکتب فکر سے تعلق رکھنے والوں میں ہر دلعزیز تھے یہی وجہ ہے کہ ہزاروں لوگوں نے ان کی وفات پر رنج و غم کا اظہار کیا۔

کاچو ناصر علی خان صاحب انجمن نوربخشیہ راولپنڈی کے بانی صدر تھے انھوں نے مسلک نوربخشیہ کی ترقی کے لیے گراں قدر خدمات سرانجام دیں چنانچہ آج ان کی کوششوں سے راولپنڈی میں خانقاہ نوربخشیہ کی تعمیر کا کام زور شور سے جاری ہے۔ مرحوم اس خانقاہ کی تکمیل اپنی آنکھوں سے دیکھنا چاہتے تھے مگر ان کی عمر نے وفا نہ کی۔ ان کی وفات پوری ملت نوربخشیہ کے لیے ناقابلِ تلافی نقصان ہے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جوارِ رحمت میں جگہ عطا فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔

نمائندہ نوائے صوفیہ راولپنڈی

مدرسہ ڈیرہ دون کے لیے چندہ :

مدرسہ صوفیہ نوربخشیہ ڈیرہ دون کے لیے مندرجہ ذیل اصحاب کی طرف سے ادارہ نوائے صوفیہ کو چندہ کی رقم موصول ہوئی ہے۔

۱۔ نائیک غلام حیدر صاحب ۳۵۰ روپے

۲۔ بابو یوسف صاحب بونجی جوانوں سے چندہ کر کے ارسال کیے ۲۹۰۰ روپے

۳۔ کاچو ولایت علی خان صاحب خپلو ۱۰۰۰ روپے

۴۔ پاکستان کے مختلف علاقوں سے مخیر حضرات کی طرف سے ارسال کردہ رقم مبلغ ۲۵۰۰۰ روپے

جو ادارہ نوائے صوفیہ کو موصول ہوئی تھی بذریعہ نمائندہ نوائے صوفیہ سعودی عرب غلام نبی شاہین صاحب روانہ کر دی گئی۔

۵۔ عبدالخالق صاحب متحدہ عرب امارات کی جانب سے مدرسہ کی انتظامیہ کو موصول ہونے والی رقم ۳۷۹۲ روپے

مدرسہ صوفیہ نوربخشی ڈیرہ دون کی انتظامیہ نے تمام چندہ دہندگان کا شکریہ ادا کیا ہے اور دیگر اہلِ نوربخشیہ سے بھی مزید تعاون کی اپیل کی ہے۔

ریڈیو کارگل اور ریڈیو کشمیر پر اعلانات :

امسال ریڈیو کشمیر اور ریڈیو کارگل پر نوربخشی عبادت گاہوں میں عید الفطر کے اوقات اور جگہ کا اعلان کیا گیا اس کے علاوہ دو دن قبل بازار میں اشتہارات بھی چسپاں ہوئے جس سے نوربخشی عوام میں جوش و خروش پیدا ہوا۔

ماسٹر حشمت اللہ لداخ

دورانیہ تدریس میں توسیع :

مدرسہ شاہ ہمدان سیٹلائٹ ٹاؤن کے ایک فیصلے کے مطابق مدرسہ کے معیار تدریس کو دیگر تمام مدارس کے

ر اور کرنے کی غرض سے تدریس کا دورانیہ پانچ سال سے بڑھا کر سات سال کر دیا گیا ہے۔ مدرسہ کی انتظامیہ معیار تعلیم کے فروغ کے لیے شب وروز کوشاں ہے۔

دولت علی تھلوی ناظم اعلیٰ

مدرسہ شاہ ہمدان سکردو

ہندوستان کے نوربخشی زعماء کا دورۂ مدرسہ ڈیرہ دون:

آج بتاریخ ۳۱ جنوری ۲۰۰۱ء یوم پنجشنبہ نوربخشی زعماء کا وفد مدرسہ صوفیہ نوربخشی امبازی ضلع ڈیرہ دون اترانچل پہنچا۔ اراکان کو مدرسہ کے طلبہ کی تعلیمی قابلیت اور استعداد دیکھ کر بہت خوشی ہوئی کیونکہ مدرسہ میں ظاہری علوم کے ساتھ ساتھ باطنی اور روحانی تربیت کا خاص خیال رکھا گیا ہے جس کی وجہ سے روحانی اور جسمانی دونوں قسم کے کمالات حاصل ہوں گے جو صوفیہ کی اصل روش ہے۔ مدرسہ میں حفظ کلام پاک و ناظرہ، عربی فارسی اور دینیات کی تدریس کا مکمل انتظام ہے۔ حفظ و ناظرہ کے لیے مولانا ساجد صاحب اور دینیات کے لیے خشی حسن صاحب پہلے سے ہی اپنے فرائض منصبی ادا کر رہے ہیں۔ علاوہ ازیں ۳۱ جنوری ۲۰۰۱ سے مولانا محمد عمران قاسمی صاحب کا تقرر کیا ہے جو عربی اور فارسی کی تدریس کے فرائض انجام دیں گے۔ اس سلسلے کی افتتاحی تقریب منعقد کی گئی اور فارسی اور عربی کے قواعد اور صرف ونحو کے اسباق کا آغاز کیا گیا۔ شعر۔

تمنا جس کی تھی مدت سے وہ روز سعید آیا
کہ تعمیر و ترقی کا خوشا دور جدید آیا

اراکین نے مدرسہ کے حسابات کا بھی معائنہ کیا اور انہیں مکمل طور پر درست پایا۔

جملہ اراکین اخوند علی حسن صاحب کے نہایت شکر گزار ہیں جن کی جدوجہد اور سعی پیہم سے مدرسہ کو ترقی حاصل ہوئی۔ نیز ہم کارگل نوبرا، لے، لداخ خاص کر بھلنگ کے نوربخشیوں کے شکر گزار ہیں کہ انہوں نے اپنی پاک کمائی سے مدرسہ صوفیہ نوربخشی واقع امبازی کی امداد فرمائی۔ امید ہے کہ جملہ نوربخشی عقیدت مند آئندہ بھی ہماری حوصلہ افزائی کرتے رہیں گے۔ وفد کے اراکین کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں۔

۱۔ محمد یعقوب	صدر انجمن صوفیہ امبازی
۲۔ خشی حسن	مدرسہ صوفیہ
۳۔ علی محمد یوچنپہ	نائب سکریٹری
۴۔ شمشیر علی صوفی	بھلنگ
۵۔ محمد علی گوبا	نوبرا لداخ
۶۔ ظفر علی	ممبر امبازی
۷۔ قربان علی	صدر انجمن صوفیہ نوربخشیہ ویلفیر آرگنائزیشن نوبرا لداخ
۸۔ غلام حسین	ممبر طورتک نوبرا لداخ

ناظم مدرسہ صوفیہ نوربخشی امبازی

ضلع ڈیرہ دون اترانچل

کاچو ناصر علیخان کی یاد میں تعزیتی اجلاس:

گزشتہ دنوں راولپنڈی میں مسلک نوربخشیہ کی معروف سماجی اور سیاسی شخصیت اور انجمن نوربخشیہ راولپنڈی کے صدر مرحوم کاچو ناصر علی خان کی ایصال ثواب کے لیے انجمن کی جانب سے قرآنی خوانی کا اہتمام کیا گیا۔ اس موقع پر اہل نوربخشیہ راولپنڈی کے علاوہ انجمن محمدیہ بلتستانیہ صوفیہ نوربخشیہ اسلام آباد کے اراکین نے بھی خصوصی طور پر شرکت کی۔ بعد از نماز جمعہ زیر تعمیر خانقاہ نوربخشیہ میں قرآنی خوانی کا آغاز ہوا جس میں کثیر تعداد میں لوگوں نے شرکت کی۔ بعد ازاں سید علی صاحب میر واعظ خانقاہ نوربخشیہ راولپنڈی نے مرحوم کے ایصال ثواب کے

لیے دعا کی۔ تعزیتی اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے قائداعظم یونیورسٹی اسلام آباد کے پروفیسر ڈاکٹر ریاض احمد صاحب اور علاقہ کے کونسلر نے کاچو ناصر علی خان کی مذہبی اور سماجی خدمات کو خراج تحسین و عقیدت پیش کیا اور اتحاد بین المسلمین اور خانقاہ نورخشیہ کی تعمیر کے سلسلے میں مرحوم کے کردار کی تعریف کی۔ خانقاہ کی تعمیر کے سلسلے میں مرحوم پر فوجداری مقدمات بھی قائم ہوئے مگر انھوں نے ثابت قدمی اور پامردی سے حالات کا مقابلہ کیا۔ انھیں ہر مکتبہ فکر کے لوگوں میں یکساں مقبولیت حاصل تھی۔

نمائندہ نوائے صوفیہ راولپنڈی

دراس میں عید کی خوشیاں:

مورخہ ۷ دسمبر ۲۰۰۰ء کو مقامی رویت ہلال کی اطلاع شرعی کے مطابق علاقہ دراس کے اہل نورخشیہ نے عید الفطر جوش و خروش سے منائی۔ دراس میں اہل نورخشیہ کے نماز عید کے دو اجتماعات ہوئے۔ جامع مسجد تھنگام اور جامع مسجد تھ ،مگوس میں نماز عید ادا کی گئی۔ اہل نورخشیہ ضلع کرگل اور خصوصاً اراکین انجمن کی طرف سے تمام نورخشیوں خاص کر اراکین نوائے صوفیہ کو عید سعید مبارک۔

سید محمد شاہ موسوی

نگران اعلیٰ انجمن صوفیہ نورخشیہ کرگل لداخ

مدرسہ صوفیہ نورخشیہ ڈیرہ دون تعمیر کے آخری مراحل میں:

ڈیرہ دون یوپی انڈیا میں تعمیر ہونے والی مدرسہ صوفیہ نورخشیہ کی عمارت اس وقت تکمیل کے مراحل میں ہے۔ پاکستان اور دنیا کے دیگر حصوں میں مقیم اہل نورخشیہ نے مدرسہ کی تعمیر میں دل کھول کر مدد کی جس کا تذکرہ کیا جا چکا ہے۔ مدرسہ کے پانچ کمروں، کچن، باتھ روم اور آفس کی فنشنگ کا کام اس وقت جاری ہے۔ مدرسہ کی انتظامیہ تمام اہل نورخشیہ سے چاہے وہ دنیا کے جس علاقے میں بھی ہوں اور خصوصاً پاکستان اور بلتستان کے اہل نورخشیہ خصوصی تعاون کی اپیل کرتی ہے۔ مدرسہ میں اردو تعلیم کا بندوبست بھی کیا گیا ہے کیونکہ یہاں ذریعہ تعلیم ہندی ہونے کی وجہ سے چند بزرگوں کے علاوہ نوجوانوں نسل اردو سے ناواقف ہے۔

اخوند علی حسن ناظم اعلیٰ

مدرسہ صوفیہ نورخشیہ ڈیرہ دون

خراجِ تحسین:

میں سال نو کے موقع پر نوائے صوفیہ کے تمام مضمون نگاروں کا شکریہ ادا کرتا ہوں جو اپنے قیمتی لوقات سے کچھ لمحے نوائے صوفیہ کے لیے نکال لیتے ہیں۔ اس کے علاوہ تمام کارکنوں کو بھی خراج تحسین پیش کرتا ہوں جو بغیر کسی لالچ کے رضاکارانہ بنیاد پر کام کر رہے ہیں۔ نوائے صوفیہ کے نمائندے بھی قابل تعریف ہیں جو رسالہ کے چندہ جات کی ادائیگی کو یقینی بنانے کے لیے جدوجہد میں مصروف رہتے ہیں۔ قارئین کرام سے التماس ہے کہ اس رسالے کو کامیاب بنانے کے لیے چندہ کی بروقت ادائیگی کریں، جس کی قیمت سگریٹ کی ایک ڈبیہ سے بھی کم ہے۔ بڑوں کو چاہیے کہ اپنے بچوں کے نام بھی رسالہ جاری کروائیں اور ایک دوسرے کو تحفے میں دیں۔ ائمۂ مساجد سے بھی گزارش ہے کہ وہ اس مبلغ رسالہ کی ہر ممکن تشہیر کریں۔

نوائے صوفیہ ہماری تمام امیدوں کو مرکز ہے اس کو کامیاب بنانے کے لیے اہل صوفیہ نورخشیہ کی ایک مرکزی فعال تنظیم وجود میں لائی جانی چاہیے جس میں بلتستان اور دیگر علاقوں کی تنظیموں کو نمائندگی دی جائے تاکہ نشرو اشاعت اور تعلیم و

…ریت کے مشن کو زیادہ موثر انداز میں آگے بڑھایا جاسکے۔

م۔ ش کوروی

صوفی رستم لچھت کا انتقال :

۳۰ جنوری ۲۰۰۱ء کو صوفی رستم لچھت کوندوس ایک سفید اکاٹتے ہوئے درخت کی زد میں آکر موقع پر ہی جاں حق ہو گئے۔ مرحوم صوفیہ نوربخشیہ کا بے لوث خادم تھا اور اہل لچھت ان کی وفات پر بہت سوگوار ہیں۔

جی اے نوری تھگس

دلتر میں جلسہ :

۳۰ رمضان مطابق ۲۷ دسمبر ۲۰۰۰ء کو مسجد صوفیہ نوربخشیہ تھلے دلتر میں چالیس روزہ اعتکاف کے اختتام پر ایک عظیم الشان جلسہ ہوا جس کے مہمان خصوصی جناب مولوی عبدالسلام تھلوی اور صدر جناب مولانا غلام حسین نورانی تھے۔
جلسے کے مقررین کے اسمائے گرامی یہ ہیں :
سخاوت حسین معلم، شبیر حسین، گلزار حسین، مولوی غلام حسن، فقیر مہدی حسن، مولوی محمد حسین، غلام حسن، بوا موسیٰ، مولوی عبدالسلام، فقیر علی اور احمد علی۔
آخر میں جناب مولانا محمد حسین نورانی نے نوجوانوں کی خدمات کو سراہا اور خصوصی دعا فرمائی۔

سخاوت حسین معلم مدرسہ شاہ ہمدان

تعزیتی اجلاس :

گزشتہ دنوں این وائی ایف سٹہ کا ایک تعزیتی اجلاس جناب صوفی عباس صاحب کی زیر صدارت ہوا جس میں صوفیہ نوربخشیہ کے سرگرم اور مخلص نوجوان کارکن احمد شاہین یوچنگوی کی اچانک حادثاتی موت پر گہرے رنج و غم کا اظہار کیا گیا اور مرحوم کی روح کی ایصالِ ثواب کے لیے فاتحہ خوانی کی گئی۔

محمد ابراہیم خلیل سکریٹری

کھر کو مندیک میں جلسہ :

گزشتہ سالوں کی طرح اس سال بھی جامع مسجد صوفیہ نوربخشیہ کھر کوہ مندیک میں ۱۵ خوش نصیب اہل تصوف نے چیئرمین حسین کی زیر نگرانی چالیس روزہ اعتکاف نشینی کا شرف حاصل کیا۔

اس سلسلے میں ۳۰ رمضان المبارک مطابق ۲۷ دسمبر ۲۰۰۰ کی شب کو اختتامی جلسہ ہوا جس میں قرب و جوار سے بڑی تعداد میں لوگوں نے شرکت کی۔ جلسے سے سید محمد علی شاہ میر واعظ خانقاہ معلی صوفیہ نوربخشیہ کھر کو، مولانا غلام حسن حسو، مولانا عبدالرحیم کرخی، مولانا محمد ابراہیم غفوری، مولانا محمد ابراہیم آف لہر اور مدرسہ شاہ ہمدان کے طالب علم موسیٰ علی کلیم نے خطاب کیا اور ترکھان حسین ڈغونی نے منقبت پیش کی جبکہ الحاج فقیر محمد ابراہیم نے اپنی مدلل تقریر میں اعتکاف و تزکیہ نفس کی اہمیت وافادیت کو خوب اجاگر کیا۔ سٹیج سکریٹری کے فرائض بابو سخاوت حسین تخی انجام دے رہے تھے۔

رپورٹر : محمد یاسین

تعزیتی اجلاس :

۲۸ جنوری کو یوچنگ ہاؤس منظور کالونی میں ایک تعزیتی اجلاس ہوا جس میں احمد علی شاہین کی اچانک وفات پر گہرے دکھ کا اظہار کیا گیا مرحوم این وائی ایف کے رابطہ سکریٹری اور نوربخشیہ کے مخلص کارکن تھے۔

علی اللہ دل عاطف جنرل سکریٹری

تہنیتی اجلاس :

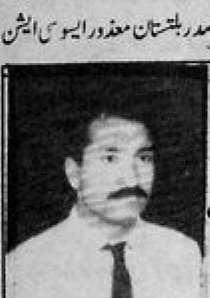
نوربخشیہ یوتھ فیڈریشن سنہ چھوربٹ کا ایک تہنیتی اجلاس منعقد ہوا جس میں عباس علی نیوٹن کو حیثیت نائب تحصیلدار تقرر پر مبارک باد پیش کی گئی۔ عباس علی صاحب ۷۰۰ امیدواروں میں سے واحد امیدوار تھے جو بلتستان کے دو اضلاع میں سے منتخب ہوئے۔ ان کا تعلق سنہ چھوربٹ سے ہے۔

محمد ابراہیم خلیل سکریٹری

بلتستان معذور ایسوسی ایشن کا اجلاس :

۲۰۰۱ء کے لیے بلتستان معذور ایسوسی ایشن کے مندرجہ ذیل عہدیداروں کا چناؤ عمل میں آیا:
حاجی عبدالصمد (چیئرمین)، محمد عیسیٰ براہوی (صدر)، محمد اسماعیل (جنرل سکریٹری)، محمد اسماعیل (فنانس سکریٹری) علی رابطہ سکریٹری، غلام مہدی (سکریٹری نشرواشاعت)، محمد عیسیٰ (آفس سکریٹری)

صدر بلتستان معذور ایسوسی ایشن



محمد عیسیٰ براہوی بلتستان

مولانا نورانی کو صدمہ :

معروف عالم دین غلام حسین نورانی اور معروف سماجی شخصیت محمد ابراہیم ثنائی کے والد گرامی مختصر علالت کے بعد ۷۷ سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ زندگی کے مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والوں نے گومہ بلترو جاکر مولانا نورانی اور ان کے تینوں بھائیوں سمیت تعزیت کی۔

نمائندہ نوائے صوفیہ

تعزیتی اجلاس :

۱۲ اور ۲۱ جنوری ۲۰۰۱ء کو منعقد ہونے والے تعزیتی اجلاس میں حاجی میر حسین صاحب، عبدالرحیم لقدوم پہ کی والدہ اور صوفی عبدالرحیم کی کی والدہ کی وفات پر اظہار افسوس کیا گیا اور قرآن خوانی کی گئی۔

فدا حسین لقدوم

بلغار اور کھرکو میں محفلِ اعتکاف :

گزشتہ سالوں کی طرح امسال بھی کھرکو، بروس، بلغار اور خوو کھا میں محفل اعتکاف کے روح پرور پروگرام ہوئے جن میں بیسیوں شائقین نے ذکر و حمد اور قیام اللیل کی سرگرمیوں میں حصہ لیا۔ آخری تقریب میں عید اعتکاف کی مناسبت سے جلسہ عام کا اہتمام کیا گیا۔ این وائی ایف کے زیر اہتمام منعقد ہونے والے ان جلسوں میں علماء اور فضلا نے خطاب کیا۔ ان جلسوں کی صدارت معروف روحانی شخصیت اخوند محمد ابراہیم نے کی جبکہ مولانا محسن علی ساقی، مولانا عبدالرحیم کرخی، مولوی عبدالحمید خواجہ، غلام حسن حسنو، اخوند اصغر علی، اخوند محمد اسحاق، اخوند محمد اسماعیل، اخوند موسیٰ، اخوند علی خان اور کاچو اختر حسین نے خطاب کیا۔ ان کے علاوہ مولانا غلام حسین نورانی، سید محمد شاہ میرواعظ خانقاہ نوربخشیہ بلغار اور سید محمد علی شاہ میر

واعظ خانقاہ نور بخشیہ کھر کو نے خصوصی خطاب کیا۔

نمائندہ نوائے صوفیہ

دلتر میں چالیس روزہ اعتکاف :

موضع دلتر میں اہل نور بخشیہ نے ایک عظیم الشان مسجد تعمیر کی ہے جو پورے بلتستان میں اپنی خوبصورتی اور وسعت کی وجہ سے مشہور ہے۔ اس جامع مسجد میں جناب بو احسن خپلوی کی زیر قیادت چالیس روزہ اعتکاف ہوا جس میں پچاس سے زیادہ لوگوں نے حصہ لیا۔ اختتامی جلسے سے مولانا عبدالسلام صاحب، مولانا غلام حسین نورانی صاحب، بو احسن صاحب، مولانا علی موسیٰ ،اخوند حسن صاحب، مولانا محمد حسین صاحب، ماسٹر علی شاہ صاحب، مولوی گلزار حسین صاحب وغیرہ نے خطاب کیا۔ صدر جلسہ، مہمان خصوصی اور نگران اعتکاف نے اعتکاف نشینی کی اہمیت اور فضیلت پر تفصیل سے روشنی ڈالی۔

انور علی شہزاد تھلوی

اعتکاف نشینی کی محفلیں :

بلتستان بھر میں اعتکاف نشینی کے روح پرور پروگرام ہوئے جن میں سے بعض مقامات کے نام یہ ہیں :

خپلو چھومیک، مکسرپی، ہبی، خانقاہ گوتمہ براہ، خانقاہ گمبہ براہ، کریس اڑوپا، کورو، بلغار بونپوا، بلغار خوؤکھا، بلغار بردس، ڈغونی، کھرکوہ مندک، تھلے خانقاہ، تلس، غورسے، تھغس، پیون، سنمہ، چھوار، سیاری، تھوتموس، فرانو، شیگر الچوڑی، حسن آباد، شیگر وزیرپور، ڈاؤ، سکردو چار جگہوں پر، سرموں ترکری۔

ان میں سیکڑوں اہل تصوف نے شرکت کی۔

اظہارِ تعزیت :

انجمن محمدیہ بلتستانیہ صوفیہ نوربخشیہ اسلام آباد کا ایک تعزیتی اجلاس منعقد ہوا جس میں معروف سماجی شخصیت کاچو ناصر علی خان کی رحلت پر گہرے دکھ کا اظہار کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

محمد سلیم صدر

ایم جابر کی سلطنت عمان منتقلی :

نمائندہ نوائے صوفیہ کویت ایم جابر بسلسلہ ملازمت کویت سے سلطنت عمان منتقل ہو گئے ہیں۔ اپنے مراسلے میں انہوں نے لکھا ہے کہ وہ کمپنی کے امور کے سلسلے میں بعض عرب اور ایشیائی ممالک کے دورے پر رہے۔ اس لیے نوائے صوفیہ سے رابطہ منقطع رہا۔ گزشتہ دنوں دوبئی سے نوائے صوفیہ پڑھنے کا اتفاق ہوا جس سے بے حد خوشی ہوئی۔

اخوند سلطان حسین کا انتقال :

معروف صوفی بزرگ اخوند سلطان حسین گلاب پوری ۱۹ فروری کو گلاب پور میں انتقال کر گئے۔ وہ گلاب پور کے نائب میر واعظ تھے۔ ان کی وفات پر ایک تعزیتی اجلاس ہوا جس میں مرحوم کے لواحقین سے تعزیت کا اظہار کیا گیا۔

ظفر علی شیگری اسلام آباد

خراج تحسین :

نوائے صوفیہ گلستان تصوف کا وہ پھلدار درخت ہے جس کا پھل کل دنیا والے کھا رہے ہیں خصوصاً انڈیا کے نور بخشیوں کے لیے یہ پھل بہت میٹھا ثابت ہو رہا ہے۔

سید حسن شاہ سرمیکی مدرسہ شاہ ہمدان سکردو

مدرسہ صوفیہ نوربخشی ڈیرہ دون کی سال ۲۰۰۰ کی آمدن واخراجات کی تفصیل

نام مہینہ	آمدنی	سابقہ بقایا	قرض لیا	کل رقم جمع شد	کل اخراجات	بقایا
جنوری	7110	142349	-	149459	21242	128217
فروری	8500	128217	-	136717	44739-50	91977-50
مارچ	1500	91977-50	-	93477-50	39513-50	53964
اپریل	300	53964	-	54264	16735-50	37528-50
مئی	-	-	-	37528-50	20427-50	17101
جون	50000	17101	-	67101	21837	45264
جولائی	730	45264	-	45994	30854	15140
اگست	66455	15140	-	81595	54701-50	26893-50
ستمبر	12250	26893-50	20000	32250	46270	12872-85
اکتوبر	1215	12872-85	10000	11215	18360	5719
نومبر	41410	5719	-	47129-85	26103-50	21026-35
دسمبر	4408	21026-35	-	25434-35	25228-35	206

نوٹ

مدرسہ صوفیہ نوربخشی سال ۲۰۰۰ میں تیس ہزار کا مقروض ہے اس سلسلے میں تمام دینی بھائیوں سے امداد کی اپیل ہے

منجانب انتظامیہ مدرسہ صوفیہ نوربخشی ڈیرہ دون انڈیا

نامۂ سالک

قارئین کے خطوط

غلام مہدی تصوفی

ڈیرہ دون میں آپ کا بھیجا ہوا نوائے صوفیہ پڑھتا ہوں جس سے ہمیں خوشی ہوتی ہے اور دینی مسائل سے بھی آگاہی ہوتی ہے۔ نوائے صوفیہ کے تمام مضامین قابل تعریف ہیں۔

علی محمد یوچھپ ڈیرہ دون اتر پردیش

میں شمشیر علی صوفی احباب کے ہمراہ مدرسہ صوفیہ نوربخشیہ ڈیرہ دون کے معائنے کے لیے لیہ سے آیا ہوا ہوں۔ یہاں آکر نوائے صوفیہ کو خط لکھے بغیر نہ رہا گیا۔ خط کے ساتھ ہماری مسجد گونس تھنگ کی تصویر بھی ارسال ہے۔ مدرسہ اللہ کے فضل سے اچھا چل رہا ہے اور نوائے صوفیہ میں مدرسہ کے لیے تعاون کی اپیل چھپنے سے بہت خوشی ہوتی ہے۔

شمشیر علی صوفی

آپ کا ارسال کردہ جنوری کا نوائے صوفیہ موصول ہوا۔ نوائے صوفیہ کے ذریعے مدرسہ صوفیہ امبازی کا پوری دنیا میں تعارف کرانے کے لیے ہم شکر گزار ہیں۔ مدرسہ کے لیے جن حضرات نے چندہ دیا ہے ان کے بھی ہم شکر گزار ہیں۔ دیگر غلام علی حیدری صاحب کا پتہ ارسال کریں اور انھیں سلسلہ مراسلت کی تجدید کا بھی کہیں۔ احباب کو سلام۔

مدرسہ صوفیہ نوربخشیہ کی آمدنی اور اخراجات کی تفصیل بغرض اشاعت ارسال ہے۔ مدرسہ اس وقت ۳۰۰۰۰ روپے کا مقروض ہے جبکہ تعمیراتی کام کے لیے مزید رقم بھی درکار ہے۔ اس سلسلے میں نوربخشی بھائیوں سے امداد کی اپیل ہے۔

اخوند علی حسن امبازی ڈیرہ دون

نوائے صوفیہ کے تازہ شمارے میں محمد یعقوب براہوی صاحب کا انٹرویو پڑھ کر خوشی ہوئی۔ براہ کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ یہاں سے علامہ محمد بشیر صاحب، سید مختار صاحب اور مولانا محمد ابراہیم زائر صاحب جیسے علمائے دین نے مسلک نوربخشیہ کی خدمت کی اور محمد یعقوب صاحب کمپیوٹر اور انفارمیشن ٹیکنالوجی میں نوربخشیہ کا جھنڈا گاڑنے کی کوشش کر رہے ہیں جس کے لیے ہم ان کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔

سید مظفر علی حیدری مقیم کراچی

قارئین نوائے صوفیہ کو ایک مفید مشورہ دیتا ہوں کہ وہ نوائے صوفیہ کے تمام شماروں کو سنبھال کر رکھیں اور سال کے آخر میں ان کی جلد بندی کریں تاکہ اس رسالے میں چھپنے والے مضامین کو آئندہ نسلوں کے لیے بھی محفوظ بنایا جاسکے۔

ایک قاری

بونجی میں نوائے صوفیہ باقاعدگی سے پڑھنے کو مل رہا ہے اس کے لیے ہم اخوند محمد علی کوروی صاحب کے ممنون ہیں۔

سپاہی مظاہر حسین تبسم

میں وفاقی اردو سائنس کالج کراچی میں زیر تعلیم ہوں اور نوائے صوفیہ کا پرانا قاری ہوں ایک مضمون ارسال ہے شائع کریں۔ صوفیہ نوربخشیہ کے ہاں ذرائع ابلاغ کی کمی اور علماء کی ہمہ وقت عبادات الٰہی میں مصروف رہنے کی وجہ سے تبلیغ کا کام متاثر

ہوتا ہے۔ جبکہ نوربخشیہ کی تبلیغ اصل دینِ اسلام کی تبلیغ ہے۔

غلام مہدی نسیم

نوائے صوفیہ کا شمارہ نمبر ۶۱ پڑھا۔ رسالے میں نوربخشی دنیا کی موجودہ صورت حال کے بارے میں مضامین لکھا کریں تاکہ نوربخشی عوام میں شعور بیدار ہو۔ اس وقت ملت نوربخشیہ ایک نازک دور سے گزر رہا ہے اور ہمارے وجود کو ختم کرنے کی سرتوڑ کوشش ہو رہی ہے مگر افسوس علماء خوابِ غفلت کے مزے لوٹ رہے ہیں اور پیر نوربخشیہ سمیت کوئی عالم دین اس صورت حال کی روک تھام کے لیے کچھ نہیں کر رہا ہے۔ ایسے میں نشرواشاعت کے ادارے بھی اپنی ذمہ داری پوری نہیں کر رہے ہیں جب کہ نوائے صوفیہ اور این وائی ایف پر اس صورت حال میں بھاری ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ مسلک کی حفاظت کے لیے ہمیں اپنی جان کا نذرانہ بھی پیش کرنا چاہیے۔

علی موسیٰ الرئیسی سلطنت آف عمان

جواب: علی موسیٰ صاحب ہم قارئین کے خطوط کے جواب دینا نوائے صوفیہ کی روش نہیں ہے کیونکہ رسالے میں صفحات کی گنجائش میں کمی اس راہ میں آڑے آتی ہے تاہم آپ کی تجاویز کے بارے میں چند لفظ لکھنا ضروری ہے۔ مسلک نوربخشیہ کے بارے میں آپ کی تشویش حق بجانب ہے اور آپ کے اچھے مشوروں کو ہم قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں، لیکن حقیقت یہ ہے کہ مسلک نوربخشیہ ہر دور میں نہایت مشکل اور نازک صورت حال سے دوچار رہی ہے اور اس کی ابتداء امیر تیمور کے ہاتھوں شاہ ہمدان سید علی ہمدانی اور مرزا شاہ رخ کے ہاتھوں سید محمد نوربخش کی ابتلا سے ہوتی ہے۔ پھر مرزا حیدر دوغلت کے عہد میں جو مظالم نوربخشیہ پر ڈھائے گئے وہ تاریخ کشمیر کا ایک لرزہ خیز باب ہے۔ گزشتہ پانچ صدیوں میں نوربخشیہ کو صفحۂ ہستی سے مٹا دینے کی مسلسل کوشش ہوتی رہی ہے اور جہاں اغیار کے ہاتھوں اس مسلک کو گزند پہنچا ہے وہاں خود کئی نام نہاد نوربخشیوں نے مار آستین بن کر اس مسلک کی جڑیں کھوکھلی کرنے میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی ہے۔ ان سب حقائق کے باوجود ہمارے نزدیک اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے نوربخشیہ جو اتحاد بین المسلمین اور خاتمۂ شرک و بدعت کی ایک خوبصورت تحریک ہے نہ صرف اپنے وجودِ استقلالی کا تحفظ کرنے میں کامیاب رہی ہے بلکہ اللہ کے فضل و کرم سے اس کا معنوی وجود پہلے سے بھی بڑھ کر مستحکم ہے۔ نوربخشی نوجوانوں میں آج جتنی خود اعتمادی اور غیرت ملی موجود ہے شاید اس سے قبل اس کی نظیر نہیں ملتی۔ دینداری اور عبادت و ریاضت میں آج کے نوربخشی نوجوان کا کردار جملہ مسالک کے لیے قابلِ رشک ہے۔ نوربخشی معاشرہ دنیا کا پرامن ترین اور صالح ترین معاشرہ ہے جہاں جرائم کا وجود نہ ہونے کے برابر ہے۔ نوربخشیوں میں اپنے علمی اور تہذیبی ورثہ کے تحفظ کا احساس نمایاں ہے۔ پس اس صورت حال میں ہمیں بظاہر کسی ناامیدی اور قنوطیت کی کوئی وجہ نظر نہیں آتی ہے۔ ہاں البتہ علماء کی طرف سے تبلیغ کا فقدان ہر دور میں رہا ہے سو اب بھی ایسا ہے اور نشرواشاعت کا کوئی ادارہ تو سرے سے موجود ہی نہیں۔ نوائے صوفیہ کو بھی لوگ اس کی ذمہ داریوں کا احساس تو دلاتے رہتے ہیں لیکن اس کے ساتھ عملی تعاون کرنے کے لیے گنتی کے چند افراد کے علاوہ کوئی تیار نہیں ہے۔ تو آیئے علی موسیٰ صاحب ہم آپ مل کر نشرواشاعت کے اس سلسلے کو مزید مؤثر اور ہمہ گیر بنائیں۔ اس سلسلے میں پہلے آپ خود اپنے آپ کو پیش کیجیے کہ آپ ہمارے اس رضاکارانہ مشن میں کہاں تک عملی تعاون کر سکتے ہیں؟

امید ہے کہ آپ جلد مثبت عملی تجاویز کے ساتھ

نوائے صوفیہ سے دوبارہ رابطہ کریں گے۔ (ادارہ)

نوائے صوفیہ ملت نوربخشیہ کا ترجمان ہے۔ علامہ بشیر صاحب اور غازی نعیم صاحب کی گراں قدر خدمات پر ہم انہیں خراج تحسین پیش کرتے ہیں مگر آپ سے یہ شکوہ ہے کہ ہم نے جب بھی کوئی پریس ریلیز بھیجا ہے آپ نے اسے نہایت مختصر انداز میں شائع کیا ہے۔

غلام مہدی پروانہ یوچنگوی کراچی

جنوری ۲۰۰۰ کے شمارے کے بعد رسالہ آنا بند ہو گیا تھا حالانکہ میں مستقل خریدار تھا۔ پھر نومبر ۲۰۰۰ کا شمارہ ملا تو خوشی کی انتہا نہ رہی۔ ڈاکٹر غازی صاحب اور ذاکر حسین ذاکر صاحب کے مضامین کی کمی محسوس ہوئی۔ ڈاکٹر غازی صاحب کی کتاب "میر سید محمد نوربخش اور سلسلہ نوربخشیہ" ارسال کریں۔ نوائے صوفیہ صوفیہ کا چندہ ارسال ہے۔

سپاہی محمد اسماعیل ابن حسن

(جناب اسماعیل صاحب: نیک جذبات کا شکریہ آئندہ چندہ کی رقم بذریعہ منی آرڈر ارسال کریں لفافے میں نہ بھیجیں۔ شکریہ)

اراکین نوائے صوفیہ کو سال نو اور عید سعید کی خوشیاں مبارک ہوں۔ چند سوال ارسال ہیں جواب سے نوازیں۔ معراج المؤمنین اور تفسیر قرآن میں سے کوئی چیز شائع ہوئی ہو تو ارسال کریں۔ انشاء اللہ اپریل میں ہم دعوات صوفیہ کا دوسرا ایڈیشن شائع کرنے والے ہیں۔ ارسال کردہ کیسٹ موصول ہوئے۔

ماسٹر حشمت علی راجہ

(جواب: آپ کی مطلوبہ کتابیں ابھی منظر عام پر نہیں آئیں البتہ "میر سید محمد نوربخش اور مسلک نوربخشیہ" نامی ڈاکٹر غازی محمد نعیم کی ضخیم تحقیقی کتاب چھپ چکی ہے جس کا مطالعہ نوربخشی تاریخ اور تعلیمات سے آگاہی اور عقائد کی درستگی کے لیے بہت مفید ثابت ہوگا۔ حسب فرمائش ارسال کی جا سکتی ہے۔ کتاب کا عمومی ہدیہ دو سو روپیہ پاکستانی ہے۔)

سید مظفر علی حیدری سے نوائے صوفیہ پڑھنے کو ملا جس میں مندرج شرعی مسائل اور مضامین بہت دلچسپ تھے۔ آپ لوگوں کے لیے دعاگو ہیں۔

محمد علی اینڈ محمد یوسف حجازی کراچی

نوائے صوفیہ اپنی پہلی والی آب و تاب اور شان و شوکت کو قائم رکھنے میں قدرے ناکام نظر آتا ہے ساتھ مالی وسائل کے فقدان کا بھی تذکرہ ہوتا رہتا ہے۔ رسالے میں چند مخصوص علماء یا لکھاری حضرات اپنے اپنے مضامین چھپواتے رہتے ہیں جس کی وجہ سے یک رنگی کا پہلو غالب ہے۔ بدقسمتی سے لوگ بھی سگریٹ نوشی اور دیگر تعیشات پر تو پیسہ ضائع کرتے ہیں مگر نوائے صوفیہ کے لیے ۱۵ روپے ادا نہیں کرتے۔ آپ لوگوں کو نوائے صوفیہ کا پیغام وسط ایشیائی ملکوں میں بھی پہنچانا ہوگا۔ فی الحال اپنے حصے کے پانچ صد روپے ارسال ہیں۔

الطاف حسین سکردو۔

(الطاف صاحب: نیک مشوروں اور تعاون کا بے حد شکریہ۔ بدقسمتی سے علمائے نوربخشیہ نے نوائے صوفیہ کے ساتھ قلمی تعاون سے بالکل ہاتھ کھینچ رکھا ہے جس کے باعث رسالے کو گزشتہ کئی سالوں سے کوئی مضمون موصول ہی نہیں ہوا جسے شائع کر سکیں یہی نوائے صوفیہ کی یک رنگی کا اصل سبب ہے۔ انشاء اللہ آپ کے مفید مشوروں پر عمل کی کوشش کریں گے۔)

رسالہ گن کر ارسال کریں مجھے کبھی زیادہ کاپیاں ملتی ہیں کبھی کم۔ دو نئے مستقل خریداروں کے پتے ارسال ہیں۔ دیگر نوائے صوفیہ سے مذہبی شعور بیدار ہونے کے علاوہ روحانی سکون

بھی میسر ہوتا ہے خصوصاً علامہ صاحب، مولانا شکور علی صاحب
اور مولانا غلام حسن حسو صاحب کے مضامین بہت معیاری
ہیں۔

اخوند محمد علی شبیری ہونچی

میرا تبادلہ ہونچی ہوا ہے اس لیے مجھے نئے ایڈریس پر
رسالہ ارسال کریں۔

محمد یوسف بلغاری خریداری نمبر ۵۵۰
این ایل آئی سینٹر ہونچی ریکارڈونگ

نوائے صوفیہ پڑھنے کا شوق بڑھ گیا ہے اس لیے
مستقل خریدار بننے کا ارادہ کیا ہے اور سالانہ چندہ ارسال کیا ہے۔

محمد اسحاق لخت کوندوس

شمارہ ۶۱ پڑھنے کے بعد نوائے صوفیہ کا مستقل خریدار
بننے کا شوق دل میں موجزن ہو گیا ہے چنانچہ مستقل خریداری
کے لیے سالانہ چندہ ارسال کر دیا ہے۔

اسد اللہ ڈاک خانہ براوبالا خپلو

شاہ ہمدان سٹوڈنٹس آفس کو گزشتہ آٹھ مہینوں سے
نوائے صوفیہ کی ترسیل نہیں ہو رہی ہے حالانکہ ہم نے سالانہ
چندہ بھی پہلے ہی ادا کر رکھا ہے۔ اب ۲۰۰۱ء کا چندہ بھی ارسال
ہے۔ ہمارا خریداری نمبر ۲۱۷ ہے رسالہ جاری کریں۔

شجاعت حسین سرمیک

(شعبہ ترسیل مندرجہ بالا شکایت کا ازالہ کرے۔ شکریہ)

لاہور میں نوائے صوفیہ کا مستقل خریدار تھا اب عمان
میں آنے کے بعد نوائے صوفیہ کے مطالعے سے محروم ہوں
مہربانی فرما کر مجھے رسالے کی ترسیل دوبارہ شروع کریں۔ نوائے
صوفیہ پڑھے بغیر دل کو سکون نہیں ملتا کیونکہ یہ رسالہ لوگوں کو
جہالت کی تاریکی سے نکال کر ہدایت کی روشنی میں پہنچاتا ہے۔

محمد باقر پوسٹ بکس نمبر 2170
پوسٹ کوڈ نمبر 111 السیب سلطنت آف عمان

مستقل خریداری اور سالانہ چندہ ارسال کرنے کے
باوجود مجھے نومبر ۲۰۰۰ سے رسالہ موصول نہیں ہو رہا ہے۔
معراج المؤمنین کے لیے تحریر کیا تھا وہ بھی نہیں ملا۔

صوبیدار محمد خان ۴۵۰ ماؤنٹین بیٹری

(جواب۔ آپ کا پرچہ آپ کے دیئے ہوئے آبائی گاؤں سے
چھوربٹ کے پتے پر بھیجا جا رہا ہے۔ رسالہ معراج المؤمنین ابھی
شائع ہی نہیں ہوا۔ نوائے صوفیہ میں صرف اس کی اشاعت کے
لیے تعاون کی اپیل شائع ہوئی تھی۔)

نوائے صوفیہ کی مستقل خریداری کے لیے ۲۰۰۱ء کا
چندہ جمع کرا کر رسید حاصل کر لی تھی لیکن ابھی تک رسالہ
موصول نہیں ہوا۔ برائے مہربانی ذیل کے پتہ پر رسالہ بھیجیں۔

حوالدار محمد قاسم 15 NLI Regt Sialkot Cantt

(جواب: یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ آپ نے رقم کسے دی ہے؟
تاہم آپ کو نیا خریدار بنا لیا ہے۔ وصول کنندہ کی نشاندہی کریں۔)

رسالہ موصول ہوا اور آپ لوگوں کا نوٹس بھی پڑھا۔
مبلغ تین سو روپے ارسال ہیں۔ میرا پتہ تبدیل کریں۔

غلام مہدی کورووی پشاور کینٹ

(جواب: نیا ایڈریس نوٹ کر لیا ہے۔)

تمبر سے نوائے صوفیہ نہیں مل رہا جبکہ باقاعدگی سے
چندہ ادا کرتا ہوں۔ مدرسہ ڈیرہ دون کے لیے ۱۰۰۰ روپے ارسال
ہیں۔

کاچو ولایت علی خان خپلو غرانتی

(جواب: آپ کو خپلو کے پتہ پر رسالہ کی ترسیل جاری ہے۔ نہ
ملنے کا افسوس ہے۔ اس معاملے کی خود تحقیق کر لیجیے۔)

ادارہ نوائے صوفیہ کا شاہین بچوں کیلئے

شاہین سکالرشپ

کا اعلان

ادارہ نوائے صوفیہ کے شعبۂ تعلیم و تدریس (سکالرشپ ونگ) نے گزشتہ سال کی طرح امسال بھی پرائمری، مڈل، میٹرک اور انٹر میڈیٹ کے امتحانوں میں اول و دوم پوزیشن حاصل کرنے والے نور بخشی طلباء کی حوصلہ افزائی کے لئے میرٹ سکالرشپ اور تعریفی سند کے اجراء کا بندوبست کیا ہے۔

مستحق طلباء اپنے سالانہ امتحان ۲۰۰۱ء کے رزلٹ کارڈ اور قومی شناختی کارڈ یا 'ب فارم' کی کاپی متعلقہ سکول یا کالج کے سربراہ کی تصدیق کے ساتھ سادہ کاغذ پر درخواست کے ہمراہ مؤرخہ اکتیس اپریل ۲۰۰۱ء سے قبل زیر دستخطی کو ارسال کریں۔ جو طلباء اپنا پاسپورٹ سائز بلیک اینڈ وائٹ فوٹو مختصر تعارف کے ساتھ ارسال کریں ان کی تصویر اور تعارف کو بھی نوائے صوفیہ میں شائع کیا جائے گا۔

لیاقت علی خان

انچارج سکالرشپ ونگ

ادارۂ نوائے صوفیہ معرفت

358-A سیکٹر G-6/1-1 اسلام آباد